بہ افضال ایزد متعال رب العالمین مع تفسیر قدس آفرینندۂ دو جہان

یہ تازہ تصنیف بعد حفظ حق تالیف موسوم باسم تاریخی

ہین یہی دونون مضامین ہر دیوان مین تمام

رنج مین نالہ خوشی مین نغمہ ہے زیب قلم



[illegible]

# چراغِ حسن

١٣٢٢ ھ

[illegible]

از فکر ناقص پُر معاصی اُمیدوار رحمت ذو المنن سوختۂ آتش مہجوری پنجتن عاصی سید احمد حسن المتخلص

بہ حسن خوشنویس دار العلوم بلدہ حیدرآباد دکن متعلقۂ محکمۂ تعلیمات سرکار عالی

حسب فرمائش جناب مولوی محمد عبد الرحیم صاحب مختار عام اعلیٰحضرت سلطان ہفت کشور جناب نواب میر عثمان علی خان بہادر

در مطبع شمس الاسلام واقع چھتہ بازار حیدرآباد

رباعیات قدیم
اے آنکہ سرود ہائے درد مندان دانی
اسرار درون مستمندان دانی
درمان و علاج جمیع گو بینم باتو
احوال دل خونین جگر شیدائی ... دانی

## ہو العزیز الحکیم

اے نام تو بہترین سر آغاز
بے نام تو نامہ کے شود ساز

دیگر قدیم
اے آتش عشق تو سرکش ... در تو بینا
... شود از نکہت ... و ملک
... انسان ... شید
... عقل ... دنی

رباعی
اے عشق تو ... سینہ ہم
... ز تو ... سینہ ہم
... ہا ... جسد ... بہ محبت
... بہ ... تو ... وادہ ... ہم

دیگر
یا رب شدہ ام ... بہ پیامبر
... بہ پیامبر
... ز تو ... پیامبر
... پیامبر

دیگر
ان بلغت یا ریح الصبا یوماً الی ارض الحرم
بلغ سلامی روضۃ فیہا النبی المحترم
من وجہہ شمس الضحی من خدہ بدر الدجی
من ذاتہ نور الہدی من کفہ بحر الہمم

| | | |
|---|---|---|
| خداوندا مرے جرم و خطا کو | بسم اللہ الرحمن الرحیم | لطف ہو مجھ پہ سید کونین |
| بدامان عطا تو ڈہانک لیجو | نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم | از طفیل بتول اور حسنین |

حمد پروردگار کے وادی کا طے کرنا طاقت بشری و قدرت انسانی کو جادۂ دشوار گزار اور زبان آلودہ خطا اوسکے بیان سے مطلق لاچار ہے بس اکتفا اوسکا ما عرفناک حق معرفتک پر کرکے نعت حضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات محبوب رب العالمین شفیع المذنبین جنکو خالق نے فرمان لولاک لما خلقت الافلاک سے

ممتاز کر کے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کا خطاب عطا فرمایا ہے صلی اللہ

تعالے علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ وسلم دائماً ابداً کے بعد یہ سوختۂ آتش

مہجوری نجبختِ امیدوار رحمتِ ذو المنن عاصی سید احمد حسن خوشنویس

اورینٹیل کالج دار العلوم حیدر آباد دکن بخدمت ارباب دانش و سخن عرض رسا ہے کہ

میرے بعض احباب جنکو فنِ موسیقی سے ازبس دلچسپی تھی مجکو ہمیشہ اپنے

رنگ کی غزلین کہنے کے لئے مجبور کرتے تھے۔ اگرچہ اِس ناچیز کو نہ غزل گوئی کی

لیاقت تھی اور نہ فنِ شاعری مین کوئی مہارت۔ مجبوراً عنانِ طبع کو اسطرف

پھیر کر فرمودۂ احباب بجالایا۔ یہانتک کہ رفتہ رفتہ ایک ذخیرۂ غیر مرتب

موجود ہوگیا۔ اوسوقت بلحاظ ترتیب حروف تہجی مین نے اور غزلین بڑہائین اور

اختتام کو پہونچا کر سخنور بیعدیل اوستاد لاثمثیل جناب مولانا محمد حبیب الرحمن صاحب

المتخلص بہ بیدل سہارنپوری تلمیذ غالب دہلوی کے ملاحظہ مین لاکر مختصر سا

دیوان المسمی بہ چراغِ حسن تیار کیا جسکو بایمائے جناب مولوی

محمد عبد الرحیم صاحب مختار عام راجہ صاحب سمستان پالونچہ کے

طبع اور پیشِ نظر ارباب سخن کرتا ہون۔ اور امید رکھتا ہون کہ اگر اِس

ذخیرہ مین کسی طرح کی غلطی ملاحظہ فرمائین تو اوس کو اصلاح سے مزین

فرمائیں۔ واللہ ولی التوفیق وہو خیر الموفق۔ نعم المولےٰ ونعم الوکیل۔

ہر کہ خواند دعا طمع دارم * زانکہ من بندۂ گنہگارم

## ردیف الیف

رہِ توحید مین کیونکر نہ ہو آگے قدم میرا
موحد ہون اور انگشتِ شہادت ہی قلم میرا

اڑائے کیون نہ پرچم خلد مین یارب علم میرا
غلامِ مصطفےٰ ہون ہے لقب خیر الامم میرا

شفاعت چھوڑ کر مجکو کہان جائیگی محشر مین
غلامِ پُرخطا مین وہ شفیعِ محترم میرا

محمد کا ثناخوان ہون شفاعت پر بھروسہ ہے
نہ ہو گا زاہدون سے مرتبہ جنت مین کم میرا

یہی مدحت سرائی ہے کہ مدحت ہو نہین سکتی
ثنا ممدوحِ مولا کی لکھے کیونکر قلم میرا

تمنا ہے کہ اُس روضہ کو دیکھون اپنی آنکھون سے
مدینہ کیطرف اوٹھے نہ کیون ہر دم قدم میرا

گلو مین غنچو مین گلزار مین صحرا مین دریا مین
ہر اک ذرہ مین آتا ہے نظر مجکو صنم میرا

یہی گر جوشِ گریہ ہے تو رسوائے جہان ہونگا
ترے ہان ہے اب پردہ فقط اے چشم نم میرا

نہ کچھ فکرِ معیشت تھی نہ مرنیکا کوئی کھٹکا
دمِ ہستی سے اچھا تھا کہین ہمدم عدم میرا

برابر محمد تک یہ سلسلہ آیا ہے آدم سے
نکیونکر رہنمائے عشق ہو نقشِ قدم میرا

یہ خاموشی نہین اچھی مسیحا کچھ تو بول اوٹھو
کوئی دم کا مرے ہو ٹوٹنہ ہے مہمان دم میرا

فلک سے بل کی لیکر کہتی ہے وہ کاکلِ پیچان
ابھی دیکھا نہیں اے چرخ شاید تو نے خم میرا

تجھی پر غمزدون کا آسرا ہے تو ہی حامی ہے
ہمیشہ روز افزون ہے خدایا رنج و غم میرا

حسن ممکن نہین انسان سے حمد خدا لیکن
چلیگا سر کے بل میدان مدحت مین قلم میرا

ہم بھی دیکھین ایکدن جلوہ فضائے طور کا
او رخ انور اٹھا پردہ شب دیجور کا

بند مرہم سے نکر روزن مرے ناسور کا
یہ ہوا کیوں واسطے رشتہ ملا ہے دور کا

بار الفت کو اٹھا کر لائے ہین ہستی سے ہم
اجر دیکھین کیا ملے اس دور کے مزدور کا

عکس روئے یار ہے یا تابش مہتاب ہے
روئے تابان ہے کہ روشن ہے کنول بلور کا

سر دھری سے تری تنگ آ گیا ہون شمعرو
سیمتن ہو اسلئے ہے خاصہ کافور کا

خواستگار خلد ہو زاہد نفاق اچھا نہین
آنکھوں مین صورت صنم کی دل مین جلوہ حور کا

کیون نہ امید شفاعت ہو حسن کو ناصحو
ہے یداللہ دستگیر اس عاصئ معذور کا

کیونکر رہے یہ راز ہمارا چھپا ہوا
پہلے سے جوش الفت جانان سوا ہوا

اپنے مین آپ جلوہ دیدار دیکھتا
ہوتا اگر نظر سے وہ پردہ اوٹھا ہوا

محشر مین آفتاب لحد مین بنے گا شمع
جو داغ آرزو ہے تمہارا دیا ہوا

غمسے نجات پائینگے اوس وقت پر ہی ہم
شوق وصال یار مین جب خاتمہ ہوا

موت آئے کسطرح سے تڑپ اس مریض تک — ہے حسرتونکی بہیڑ سے رستہ رکا ہوا
جب ہے خیال اوسکا مرے دلمین جم گیا — بیگانہ ہو کے سارے جہان سے جدا ہوا
بیرحمیٔ صنم نے جلایا ہے یان تلک — مین کشتہ ہو کے خاک ہوا اور ہوا ہوا
دیکہے گا جو کفن کو اوٹہا کر مزار مین — منہ ہوگا میرا سوئے مدینہ پہرا ہوا

بخشیگا سب گناہ حسن کے وہ بے نیاز
مشہور جب غلام شفیع الورا ہوا

کیا وصف لکہ سکون مین رسالت مآب کا — ہے عرش پر مقام اوس اعلی جناب کا
لوٹین فلک سے انجم و مہتاب و آفتاب — اولٹے اگر ذرا بہی وہ گوشہ نقاب کا
آئے جو وہ نہانے کو عریان لب فرات — خیمہ بپا ہو بحر مین لاکہون حباب کا
بے اوسکے عرض ہو نہ کسیکی بہی بار یاب — مالک وہی ہے خاص شفاعت کے باب کا
اک بد بلا ہے حسن بد آموز الامان — کیونکر نہ ڈگمگائے قدم شیخ و شاب کا
ساقی ہمارے جام مین بہر دے شراب ناب — جلوہ فگن ہے ماہ مین نور آفتاب کا
کہائے ہین گل فراق محمد مین اسقدر — سینہ بنا ہے داغونسے تختہ گلاب کا
بجتی نہین ہے جان حزین زرد ہجر سے — یہ عشق فتنہ خیز یہ موسم شباب کا
سرکار کائنات ہین اپنے شفیع حشر — کچہ ڈر نہین حسن ہمین روز حساب کا

دکھلائے جیتے جی رُخِ تابانِ مصطفٰی
جاؤں نہ لیکے قبر مین ارمانِ مصطفٰی

ہر لحظہ جان و دل سے ہون قربانِ مصطفٰی
یارب نہ چھوٹے ہاتھ سے دامانِ مصطفٰی

کہدونگا قبر مین یہی منکر نکیر سے
بندہ ہون رب کا اور ثناخوانِ مصطفٰی

مہتابِ فلک پہ نہ آئے کبھی قمر
دیکھے جو طلعتِ رُخِ تابانِ مصطفٰی

حُسنِ نبی مین طلعتِ ربّی ہے جلوہ ریز
یوسف پہ آنکھ ڈالے نہ خواہانِ مصطفٰی

موتی کی اک لڑی ہو ہر اک شعر مدح کا
لکھون جو مدحتِ دُرِ دندانِ مصطفٰی

سرکار ہونگے کل جو شفاعت کے میزبان
دنیا تمام ہوویگی مہمانِ مصطفٰی

نیکی ہو دس گُنی پہ گنہ ایک ہی رہے
امت پہ کیسے کیسے ہین احسانِ مصطفٰی

مدحت نبی کی مجھسے ہو کیونکر حسن بیان
پوچھے خدا سے جا کے کوئی شانِ مصطفٰی

ایک مدت سے تمنائی ہون مین دیدار کا
ہے ہجومِ شوق بھی پردہ تری دیوار کا

ہمسے رہتے ہین رمیدہ آہوئے چشم آپکے
اب بنانا ہی پڑا پھندا نظر کے تار کا

پھر خزان آتی ہے مایوسانہ جاتی ہے بہار
رنگ اُڑتا جائے ہے پھر جیب کے ہر تار کا

تلوے کھجلاتے ہین پھر دشتِ جنونکی یاد مین
کیسا چسکا پڑ گیا ہے آبلون کو خار کا

بزمِ غیر اور تیری بدمستی کہانتک دیکھئے
چشمِ پُرخون مین ہے عالم ساغرِ سرشار کا

گریہ و آہ و فغان و حزن و بیتابی و سوز
ہے سہارا بیکسی مین بس انہین دو چار کا

معنیٔ لولاک ہے جسکے قدم کا پرتوا
دین و دنیا مین بہروسہ ہے اوسی سرکار کا

فیض ہے روح القدس کا ہوئین مداحِ نبیؐ
کیون نہ چرچا ہر جگہ پر ہو مرے اشعار کا

سر جھکائین کیون نہ اوسکے واسطے ہم ای حسن
نخلِ الفت سے ملا ہے ہمکو پہل تلوار کا

مدت کے بعد اونکا جو اب سامنا ہوا
تیرِ نگاہِ ناز پیامِ قضا ہوا

دم تہا الگ نکلنے کو دل جانے کو الگ
اوس تنگ وقت مین ترا پیکان جدا ہوا

آنے کی لب تلک بھی اوسے آرزو نہین
گوشہ پسند جب سے مرا مدعا ہوا

وہ کام اک نظر سے لئے تیری آنکھ نے
چھلنی بنی زمین فلک آسیا ہوا

دلکو نہ توڑ شیخ نصیحت کے سنگ سے
عشقِ صنم ہے اِس مین خدا کا دیا ہوا

پیکان رہا کبھی۔ کبھی ناوک کبھی خدنگ
دل میرا کیا ہوا کوئی مہمان سرا ہوا

بخشا ہے جس نے شاہونکو فرمانِ تاج و تخت
عبادت کا بوریا ہے اوسی کا دیا ہوا

مٹی مین ملکے آئی صدا میرے کان مین
عشقِ نبیؐ کے صدقے یہ فضلِ خدا ہوا

شاید حسن وہ منہ سے لگالین پسِ فنا
آئے جو میری خاک کا ساغر بنا ہوا

کچھ نوید خبرِ وصل مرے یار سے لا
قاصدا بات پتے کی کوئی دلدار سے لا

پوچھتا کیا ہے مری حالتِ مضطر پیارے
کلفتِ شب کی خبر دیدۂ خونبار سے لا

خُشک لب زخم نظر آتے ہیں سب سینے کے
چارہ گر پانی مرے دیدۂ سرشار سے لا

غش پہ غش آئے چلے جاتے ہیں دل کو میرے
بوئے خوش بادِ صبا کاکلِ خمدار سے لا

سوزنِ نوکِ مژہ رشتۂ تارِ انفاس
پھول گہنے کے لئے خلد کے گلزار سے لا

پوچھ عنقا سے صفت اوسکے دہن کی ہمدم
اور خبر ملکِ عدم کی کمرِ یار سے لا

ق
پردۂ چشم کا کاغذ ہو حسن خط کے لئے
قلمِ آہِ رسا سینۂ افگار سے لا

روشنائی کو ہے بس بخت سیہ کی سیاہی
سُرخی گر چاہئے تو دیدۂ خونبار سے لا

بھیجدے اوسکو حسن لکھکے مضامین تپش
قاصدی کے لئے رنگ چہرۂ بیمار سے لا

آہ و نالے کی رسائی تو وہاں تک معلوم
اے حسن تو ہی خبر کوچۂ دلدار سے لا

نمایاں بام پہ جب شب کو وہ جمال ہوا
تو بدر شرم سے اتنا گھٹا ہلال ہوا

مہِ دو ہفتہ اوسے دیکھ اسقدر چھپا
کہ بدر ہو کے خجالت سے پھر ہلال ہوا

لگایا فندقِ قاتل نے سینہ مین نشتر
حنائی پانو سے دل اپنا پائمال ہوا

اسیر زلف کی پوچھو نہ کچھ پریشانی
کہ ایک شب کا ہی جینا اوسے محال ہوا

فراقِ یار مین اب زیست کا خدا حافظ ۔۔۔ کہ جسمِ زار پہ سر بھی مجھے وبال ہوا
سنگھا کے زلفِ معنبر کو ہوش مین لایا ۔۔۔ رہین منتِ دلدار بال بال ہوا

خدنگِ یار کا کیونکر حسن ہنہون ممنون
کہ زخم زخم کی لذت سے دل بحال ہوا

دل کو تری جُدائی نے بیکار کر دیا ۔۔۔ آنکھونکو اشکِ شوق نے سرشار کر دیا
آفت کی تھی نگاہ کماندارِ حسن نے ۔۔۔ دل اور جگر سے تیرِ نظر پار کر دیا
پہنچا جو رات مین سرِ بالینِ گلعذار ۔۔۔ خوابیدہ بخت نے اوسے ہُشیار کر دیا
الفت کا ہو ہوا کہ جوانی کے جوش مین ۔۔۔ تعمیرِ عمر کو مرے مسمار کر دیا
کس حوصلے پہ کیجئے امیدِ وصل کی ۔۔۔ فرقت نے زندگی ہی سے بیکار کر دیا
دیکھو تو آگے سیر کبھی تشنہ کام کی ۔۔۔ داغون نے میرے سینہ کو گلزار کر دیا
حسن ستم شعار نے اللہ رے بے بسی ۔۔۔ آنکھونکو مستِ بادۂ دیدار کر دیا
گذرا جو مقبرون کی طرف شہوارِ حسن ۔۔۔ سوتے ہوؤنکو قبر کے بیدار کر دیا

رویا ہون اسقدر تپِ فرقت مین ای حسن
آنکھون کو آنسوؤن نے شرربار کر دیا

جسوقت مجھ پہ دیکھئے فضلِ خدا ہوا ۔۔۔ خود آئے گا وہ میرا پتا پوچھتا ہوا

انصاف اوسکے ہجر کا کس سے طلب کرین
تو بھی تو اے فلک ہے اوسی سے ملا ہوا

فرقت مین ہمنے جان بھی دی رنج بھی سہے
پھر پوچھتون نہ آپنے کبھی پوچھا کہ کیا ہوا

دل مین بھرے ہوے تھے شکایت کے ولولے
کچھ کہہ سکے نہ یار سے جب سامنا ہوا

پہلو مین میرے دلکی یہ حالت ہے ہجر سے
گلخن مین جسطرح سے ہو دانہ بھنا ہوا

یہ گل کی پنکھڑی نہین جو پنہان خطوط ہین
ہے گل کی دلبری کا وثیقہ لکھا ہوا

پیکانِ ہجر یار نکلتا نہین ہے کیون
کیا تو بھی میرے دل کا کوئی مدعا ہوا

کیسا طلسم شہر خموشان ہے دلپسند
آیا نہ کوئی لوٹ کے یانکا گیا ہوا

بولی یہ بیکسی مرے مدفن کو دیکھکر
ہے ہے حسن ہے زیر زمین اب دبا ہوا

دل سے میرے نہ غم فرقت جانان نکلا
گھر ہی لے بیٹھا عجب طرح کا مہمان نکلا

کیا ہجوم غم حسرت ہے تری فرقت مین
دم بھی سینہ سے جو نکلا تو پریشان نکلا

کھا گیا ہے غم دوری مرا دل اور جگر
پہلو سے دلکی عوض عقدۂ حیران نکلا

پہلو ہے شعلہ فشان میرا یہانتک ہمدم
داغ دل مہر کی مانند درخشان نکلا

دونون مین شانِ پرستش ہے خدا ہو کہ صنم
اس سے خالی نہ برہمن نہ مسلمان نکلا

اوس گل اندام کی آمد جو ہوی گلشن مین
غنچہ جو نکلا ہر اک سر بہ گریبان نکلا

باغ مین گردن شمشاد جھکی غیرت سے
پھر گلگشت جو وہ سرو خرامان نکلا

سلسلہ اشک مسلسل سے بنا موتی کا
صدف چشم سے جب گوہر رخشان نکلا

منحصر اپنی تمنا ہے حسن مرنے پر
دم نکلجائے تو ہم سمجھین کہ ارمان نکلا

اک دم بھی جدا اون سے حیا کو نہین دیکھا
وا وصل مین بھی بند قبا کو نہین دیکھا

کیون دیکھتے ہین خار بیابان مین اودہر
کیا دشت مین مجھہ آبلہ پا کو نہین دیکھا

ہر روز ڈراتا ہے گناہونکی سزا سے
واعظ نے مگر فضل خدا کو نہین دیکھا

دلکو کسی پہلو سے نہین چین خدایا
گل سے جو بت ہوش ربا کو نہین دیکھا

غنچونکا ہے منہ بند تو مرجھائے ہوئے پھول
گلشن مین سحر سے جو صبا کو نہین دیکھا

پس جاتا ہے جسطرح دل عاشق شیدا
اون پانو سے پامال حنا کو نہین دیکھا

اوس دست حنائی نے اوڑایا ہے دل اپنا
گو ہم نے حسن دزد حنا کو نہین دیکھا

دیکھا یہ چشم شوق جو پردا اوٹھا ہوا
جلوہ ترا نظر مین ہے ہر دم بسا ہوا

دشمن کو بھی نصیب نہو یہ مرض کبھی
ہوتا بہت برا ہے کہین دل لگا ہوا

اللہ رے عشق قامت جانانمین لاغری
سایہ بھی پھر رہا ہے مجھے ڈھونڈتا ہوا

دل مین خلش ہی رہتی ہے ہر دم فراق کی
کانٹا یہ پہول سے نہ کسی دم جُدا ہوا

فرقت نے آہ شیشۂ دل چور کر دیا
افسوس اس پہ نام تہا تیرا لکہا ہوا

جاتی کہان ہے اے شبِ تارِ فراقِ یار
مدت سے دل ہمارا ہے تجہ سے ملا ہوا

سر کین کبھی نہ پانو رہِ مستقیم سے
شکرِ خدا علیؑ سا مرا پیشوا ہوا

ہے بے نقاب جلوہ فگن ہر جگہ پہ تو
آنکھون پہ یان ہے پردۂ غفلت پڑا ہوا

کیا رتبہ سمجہے سلطنتِ دو جہان کا
مولا تمہارے در کا جو کوئی گدا ہوا

رونے سے تیرے ہجر مین یہ نفع کم نہین
دامن ہے موتیون سے ہمارا بہرا ہوا

زاہد تجہے تو اپنی عبادت پہ ہے گہمنڈ
مجکو ہے دہیان اوسکے کرم کا لگا ہوا

احسانِ بے نیاز و مقامِ سپاس ہو
گر عشقِ پنجتن مین مرا خاتما ہوا

ق

بادِ نسیم سن لے مرے اس پیام کو
جانا ترا کبھی جو سوئے کربلا ہوا

کرنا یہ عرض جا کے کہ اے شاہِ بحر و بر
دامن سے آپکے ہے یہ ذرّہ لگا ہوا

جاری ہے الفراق کا کلمہ زبان سے
تڑپا کرون مین ہند مین کبتک پڑا ہوا

لطف و کرم تو ہے مری قسمت پہ منحصر
پر آپ یہ تو سن لین کہ فرقت مین کیا ہوا

یاس و الم جُدائی و اندوہ اور قلق
سب کچہ ہے میرے پاس تمہارا دیا ہوا

اب اوجِ بیقراریٔ فرقت ہو کیا بیان
ہے رشتۂ امید فلک تک لگا ہوا

کوچے مین یار کے کبھی پہونچونگا مین ضرور
مرنیکے بعد بھی ہمین حسرت ہے دید کی

جسوقت میرے لاشے پہ رحم خدا ہوا
رکھنا ہمارا منہ نہ کفن سے ڈھکا ہوا

مٹتا نہین مٹانے سے تاحشر اے حسن
دل پر ہے میرے نام علی کا لکھا ہوا

منہ کی کھائے گا اگر مہر درخشان ہوگا
قتل سے میرے تو محشر مین پشیمان ہوگا
آج جی کھول کے تو ہم پہ ستم کرلے مگر
پنجۂ جوشِ جنون چھوڑدے دامن میرا
ہے کھٹک پہلو کی لذت دہ جانِ مضطر
مین بھی اس دشت نوردی کی دکھاؤنگا بہار
بیکسی ساتھ رہیگی پسِ مردن بھی ضرور
آبلے سر پہ لئے جاتے ہین مجکو وحشت
اتنی بیرحمی اسیرون پہ نہین ہے لازم
آفت آجائیگی دنیا پہ ستاؤ نہ مجھے
زیست مشکل نظر آنے لگی الفت مین حسن

رخِ روشن کو جو دیکھیگا پشیمان ہوگا
ہاتھ ہوگا مرا اور تیرا گریبان ہوگا
کل کو تو ہو ویگا اور حشر کا میدان ہوگا
دھجیان جیب کی اور چاک گریبان ہوگا
سینہ مین دل کی عوض تیر کا پیکان ہوگا
آبلے ٹوٹے تو گلریز بیابان ہوگا
کون جز حسرتِ دل قبر پہ نالان ہوگا
دشت مین تشنۂ خون خارِ مغیلان ہوگا
دیکھکر حال مرا سر بگریبان ہوگا
جوشِ گریہ سے مرے نوح کا طوفان ہوگا
اب کرونگا مین وہی کام جو آسان ہوگا

اطاعت سے قدم اپنا یہ باہر ہو نہین سکتا
محبت سے الگ تیری یہ مر کر ہو نہین سکتا

ستم جھیلونگا طاقت جب تلک اعضا مین ہے باقی
یہ دل میرا کبھی تجھسے مکدر ہو نہین سکتا

جدائی کا الگ کرنا خدایا مجھکو ہے آسان
جدا مجھسے یہ غم اللہ اکبر ہو نہین سکتا

تمہارے ہجر کا کیا کیا مزا مجکو ہوا حاصل
کسی شیدا کو یہ ہرگز میسر ہو نہین سکتا

غضب کا ستم ہے ان گیسوئے پیچان مین خدا جانے
اسیر زلف اس اولجھن سے جانبر ہو نہین سکتا

فروغ ماہ کی ہے کیا حقیقت روبرو تیرے
مقابل تیرے چہرے کے یہ نیر ہو نہین سکتا

خدا ہے دوست جب اپنا حسن کو ڈر ہے پھر کسکا
فلک کا جور گو ظالم ہے ہمسر ہو نہین سکتا

## ردیف ب

ہووے نہ یار جسمین ہے وہ انجمن خراب
خندان نہ جسمین پھول ہو وہ ہے چمن خراب

فرقت مین تیری یاد نے بے چین کر دیا
غربت مین جیسے کرتی ہے یاد وطن خراب

تیغ فراق یار کے کبتک اوٹھاؤن وار
زخمون نے کر دیا ہے مرا تن بدن خراب

تاب و توان تو نام کو باقی نہین رہا
کرتا ہے کوئی عشق کا رنج و محن خراب

اسلام و کفر دونون بھٹکتے ہین زلف مین
شیخ اسطرف خراب ادھر برہمن خراب

سبزہ نے اسطرح سے گھٹایا ہے حسن کو
کرتا ہے آفتاب کو جیسے گہن خراب

در پئے ہے کیون خرابئ بلبل کے باغبان
گریہ نہو گی ہو گا ستمگر چمن خراب

فریادِ عندلیب پہ صیاد مست بگڑ
وہ دن بھی آئیگا کہ جو ہو گا چمن خراب

اے ابرِ حسن کشتِ تمنا پہ تو برس
رحمت طلب ہے ہجر کا رنج و محن خراب

خُدامِ مصطفٰے کا خدا پاسبان ہے
ہم کیا نہو گا قبر مین اپنا کفن خراب

مضمون عام فہم ہی لکھا کرو حسن
دشواریون سے ہو نہ تمہارا سخن خراب

جبکہ ہو پہلو مین میرے ہمنشین وہ آفتاب
کیون نہ حاسد آتشِ غیرت سے ہو جلکر کباب

یاد صرصر نے کیا چلنا تری رفتار سے
برق نے سیکھا ہے شاید دل سے میرے اضطراب

پاسبانکی روک ٹوک اندیشۂ خُدام ناز
بزم مین تیرے کوئی ہو کسطرح سے باریاب

ہم پسِ دیوار روئین اور خبر تک بھی نہو
یہ تغافل ہے سراسر آپ کا عالیجناب

دو پہر جسدم ڈھلیگی حُسن کی پچتاؤ گے
چار دن کی ہے یہ رونق تیرے تن کا یہ شباب

یار ہو پہلو مین اور برسات ہو اور صحنِ باغ
لطف جب دیتی ہے ساقی صحبت دورِ شراب

ہے حسن بھی آپکے عُشاق مین مانا ہوا
بندہ پرور آپ معشوقون مین گر ہین انتخاب

عنبر نے آکر کہا جب مجھسے ستمگر کا جواب
یہ جواب یار تھا گویا مقدر کا جواب

جان ہی جب دے چکے پہر عذرِ منت کسلئے
کام دارا کے نہ آیا کچہ سکندر کا جواب

آنکہہ نرگس زلف سُنبل دانت موتی گلبدن
قامت اوس سرو سہی کا ہے صنوبر کا جواب

داغ چیچک کے ہین تارے آسمانِ حسن کے
طلعتِ پیشانی ہے ماہِ مُنوّر کا جواب

ہر مژہ نوکِ سنان ہے ہر نگہہ ہے نیشتر
تیغ ہے چینِ جبین ابرو ہے خنجر کا جواب

بُت تراشون کے لئے پیدا ہوا تہا بُت شکن
حق نے ابراہیم کو بہیجا تہا آذر کا جواب

ہوتے ہین خاموش وہ سنکر حسن کا مدّعا
کیون نہین دیتے دلِ حیرانِ مضطر کا جواب

پاس ہے میرے وہ بُت جس سے لجایا آفتاب
کشتئ مہتاب مین ساقی لگا لا آفتاب

تو اوٹہا تا روئے روشن سے اگر اپنی نقاب
عکس سے تیرے زمین پر اور رہتا آفتاب

گر نہوتا چہرۂ زیبا سے تیرے شرمسار
ڈالکر کرنون کی چلمن کیون نکلتا آفتاب

چشمِ بد بین کے بچانیکے لئے اے ماہرو
بحر نے دُر چرخ نے صدقہ اوتارا آفتاب

گھر اروشن کیا یون عکسِ رُوئے یار نے
جسطرح کرتا ہے عالم مین اوجالا آفتاب

ساغر و مینا بنین کیونکر نہ اپنے چشم و دل
بزم مین کرتا ہے اوس چہرے کے دورا آفتاب

ہے تسلّی بخشِ عالم اسطرح تو اے مسیح
مشعلِ دنیا ہے جس صورت سے تنہا آفتاب

سر پہ ہے جوڑا تمہارے یا ہُمائے مُشکِ ختن
عارضِ پُر نور ہے رشکِ قمر یا آفتاب

کیا بنایا ہے ید قدرت نے اوسکو اے حسن
دانت موتی لعل لب ور روئے زیبا آفتاب

## ردیف پ

آئینگے دوڑے گہر کو مرے اپنے گہر سے آپ
کبتک بچینگے جذبۂ دل کے اثر سے آپ

اچھی نہین ہین آپ کی بے التفاتیان
جاتے ہین روز سنتا ہون اس رہگذر سے آپ

ہے ابتدائے عشق چال سے بچنا رقیب کی
بیچین بے خبر ہین ابھی اس ہنر سے آپ

پہولی ہوی ہے سانس طبیعت اوداس ہے
یون بدحواس آئے ہین کہئے کدہر سے آپ

بیخود کیا نگہ نے تو پہانسا ہے زلف نے
دل عاشقون کا لیتے ہین اچھے ہنر سے آپ

ہے بحر بہی خجل مرے طوفان اشک سے
واقف نہین ہین پیار ابھی چشم تر سے آپ

یہ نالۂ حسن تہا کہ لایا ہے کہینچکر
واقف نہین ہین میری فغانکے اثر سے آپ

کاکل کے سامنے ترے ہرگز نہ آئے سانپ
دیکھے جو زلف منہ کو بھی بین چھپائے سانپ

لکہون جو وصف زلف معنبر کا یار کی
مسطر کے ہر نشان کو مضمون بنائے سانپ

رہتا نہین ہے چین سے اکدم اسیر زلف
سوئے اگر تو خواب مین قسمت دکھائے سانپ

بوسہ جو رخ کا لون تو جلائے شرار حسن
چہیڑون جو زلف کو تو مجہی کاٹ کھائے سانپ

صحبت کا یہ اثر ہے کہ باقی رہے نہ زہر
پانی مین پرورش جو لڑکپن سے پائے سانپ

موذی سے راستہ مین بھی ہووے نہ راستی
چلنے مین پیچ و تاب برابر دکھائے سانپ

زلفین بنائین یار کی کس حسن سے حسن
ہاتون مین ہمنے برسون برابر کھلائے سانپ

## ردیف ت

عمر بھر ڈہونڈا کئے ہم آستانِ کوئی دوست
بے نشان ہوکر ملا ہمکو نشانِ کوئی دوست

اے فلک جکڑینگے تو رہروانِ عشق کو
کب تلک بٹہکا کریگا کاروانِ کوئی دوست

بہولجاؤ گے فسانہ وامق و فرہاد کا
پوچہو مت ای چارہ ساز و داستانِ کوئی دوست

دہوکا کہا کر گہس گیا جنت مین مین ای ہمنفس
تہا فزائے خلد پر مجکو گمانِ کوئی دوست

سر تڑپتے ہین ادہر لاشین ادہر بیتاب ہین
کچہ زبان تیغ سے سُنئے بیانِ کوئی دوست

جی لگے گا خلد مین کیونکر ترے مہجور کا
خلد سے بڑہکر ہے اوسکو آستانِ کوئی دوست

کیا سناتے ہو مجہے تم داستانین قیس کی
ہے حسن آشفتہ خاطر قصہ خوانِ کوئی دوست

مرضِ عشق سے ہم ہوگئے لاچار بہت
کرتی ہے ہجر مین اندہیر شبِ تار بہت

دیکہو اولجہے نہ کہین دامنِ دل اے زاہد
دیکہنا سبزۂ عارض کا ہے دشوار بہت

ساقیا جام وہ دے بہولون خمارِ ہستی
ہو رہا ہون مئی فرقت سے مین سرشار بہت

خُم کے خُم پیکے ہنون ہوش کے جادہ سے الگ
مین بلا نوش ہون یون ہوتے ہین میخوار بہت

یاد آتا ہے کسی شوخ کا کہنا مجکو
ہٹ کے بیٹہو ذرا سنبلو نہ بنو یار بہت

حُسن پر اونکو نخوت ہے بجا ٹہیک درست
اچھے سامان کے ہوتے ہین خریدار بہت

قسمین جہوٹی ہون تو وعدونکا ٹہکانا کیا ہے
ہمنے تو دیکہہ لئے آپکے اقرار بہت

دشت گردی کا مزا پاؤ گے گر وان پہونچے
اوسکے کوچے مین ہین ای آبلہ پا خار بہت

ہو لکبر بھی نہ کبھی ہائے عبادت کو اوٹھے
ہمسے کم ہونگے اگرچہ ہین گنہگار بہت

موت سے ڈر نہ حسن تو ہے ثناخوانِ رسولؐ
مدد ایسونکی کیا کرتے ہین سرکار بہت

اپنا مہمان ہے اک رشکِ قمر آجکی رات
غیرتِ خُلد بنے گا مرا گھر آجکی رات

بعد مدت کے یہ شب آئی ہے روتے روتے
بول اوٹھنا نہ کہین مرغِ سحر آجکی رات

یار آتا ہے نہ سینے سے نکل او نالے
چرخ بے پیر کو پہونچے نہ خبر آجکی رات

کل بھٹکتی تہین نگاہین جو شبِ ظلمت مین
ماہِ کامل سے لڑائیگی نظر آجکی رات

آج نکلیگی تمنا کی طرح پہلو سے
حسرتِ دل کا نہین لین گذر آجکی رات

قاتل آتا ہے مرے گھر مین بہار آتی ہے
گُل شبو ہے ہر اک داغِ جگر آجکی رات

زلف کی اوسکے درازی بھی شریک شب ہے
اب نہ دیکھیگی کبھی شکل سحر آجکی رات

دولت وصل ہے قسمت مین مری ای گردون
غیر کے گھر مین ہے فرقت کا گزر آجکی رات

مثل پروانیکے ہونگا مین تصدق اوس پر
شمع روآئے مرے گھر مین اگر آجکی رات

مے بھی ہے جام بھی ہے یار بھی ہے پہلو مین
تا قیامت نہو اللہ سحر آجکی رات

مجکو ڈر ہے نہ حسن کو ہو کہین شادی مرگ
یار آئیگا ملی ہے یہ خبر آجکی رات

## ردیف ٹ

تا بکے ہم پئین خون دل افگار کا گھونٹ
اب تو للہ پلا شربت دیدار کا گھونٹ

پاؤن مین غیر لگائین ترے مہندی افسوس
ہمکو پینا پڑے خون دل افگار کا گھونٹ

کھاتے ہین لخت جگر ہجر صنم مین دن رات
اور پینے کو ہے خون دل افگار کا گھونٹ

ستم دہر پہ کچھ بس نہین چلتا اپنا
کیسی مشکل سے اوترتا ہے غم یار کا گھونٹ

نزع مین تشنگیٔ ہجر سے بیتاب رہا
مرتے دم بھی نہ دیا شربت دیدار کا گھونٹ

ہم بلانوش محبت ہین نہ دے جام ہمین
خم جسے کہتے ہین ہے تیرے قدح خوار کا گھونٹ

تشنگی سے نظر آتی ہین زبانین باہر
آبلونسے مرے پورا ہوا خار کا گھونٹ

وہ اگر آئین دم نزع مری بالین پر
مرتے دم مجکو پلے ساغر دیدار کا گھونٹ

شب حسن کو ترے سو بار پلایا شربت
حلق سے او سکے نہ اُترا مگر اک بار کا گھونٹ

اے یار تجھ بغیر ہے محفل سے دل اُچاٹ
جسطرح تھک کے ہوتا ہے منزل سے دل اُچاٹ

بلبل کے شور سُننے سے آخر کو ہو گئین
آنکھین چمن سے اور عنادل سے دل اُچاٹ

منتر چلے گیکا نہ بیمارِ عشق پر
تعویذ و نقش نے کیا عامل سے دل اُچاٹ

خنجر کے جان نذر ہے دل ہے نثارِ تیغ
ہرگز نہ ہوگا اوس بتِ قاتل سے دل اُچاٹ

قِصّہ تمام ہو ترے آنکھوں کے سامنے
زندہ ابھی ہے کر لے نہ بسمل سے دل اُچاٹ

دیکھا جو رہروانِ عدم کو شکستہ دل
بس ہو گیا اقامتِ منزل سے دل اُچاٹ

بوسے کے مانگتے ہی لگے کہنے دہ چہ خوش
ہوتا ہے ایسی باتو نسے سائل سے دل اُچاٹ

پھندے مین زلف کے نہ پھنسا دلِ حزین
ہوتا ہے ایسے پیچ مین مشکل سے دل اُچاٹ

بعدِ فنا بھی آنکھو مین صورت بسی رہی
مرکر ہوا نہ اوس بُتِ قاتل سے دل اُچاٹ

معشوقِ بے مثال کا شیدا ہے یہ حسن
ہو تُسے نہ کیونکہ حورِ شمائل سے دل اُچاٹ

| | |
|---|---|
| ردیف | ث |
| راہ جب غیر نسے کرلی پھر عنایت سے عبث | ظلم کرتے ہو تو پھر دعوئی شفقت سے عبث |

عاشقوںکے دل سے کب جاتی ہے الفت ناصحا
کشتگانِ ہجر کو پند و نصیحت ہے عبث

رنج وراحت سے خبر ہی جب نہیں ہوتا وہ شوخ
ضبط ہے بے فائدہ صبر و قناعت ہے عبث

قدردانی اوٹھ گئی دنیا سے عنقا ہوگئی
اہلِ جوہر کو زمانے کی شکایت ہے عبث

جمع کرنے کو برابر ہے زر و سیم و حجر
کام انسان کے نہ آئے جو وہ دولت ہے عبث

بیوفا بیداد گر ناآشنا بے رحم ہیں
اے حسن اِن مہوشوں کی دیکھ اُلفت ہے عبث

پھرتے رہتے ہو اِدہر اور اودہر کیا باعث
دن بدن ہوتی ہے کیوں شوخ نظر کیا باعث

جوبن اوس شوخ کا کہتا ہے اوبھر کر دیکھو
حُسن کے سر میں آئے ہیں ثمر کیا باعث

کیا سبب جذبِ محبت کی مٹی کیوں تاثیر
اوٹھ گیا آہ سے کیوں اپنے اثر کیا باعث

خود بخود اُمنڈے چلے آتے ہیں آنسو یارب
دل ہے بیتاب پریشان ہے جگر کیا باعث

کون رہزن ہوا اوس آفت جانکا یارب
صورت یار نہیں آتی نظر کیا باعث

آپ مرتے ہیں تو مر جائے یہ تمنا کیسی
پھر نہ کہنا کبھی کچھ یارِ دگر کیا باعث

وقت ہوتا ہے ہر اک چیز کا ہٹ کر بیٹھو
کیوں ستاتے ہو ہمیں آٹھ پہر کیا باعث

زلفیں رخساروں سے ٹلتی نہیں اکدم کو حسن
دولتِ حُسن نہیں ہے یہ اگر کیا باعث

دختر رز کی نکر اے محتسب حرمت عبث
میکشون کی اسکے حق مین ہی بہت صحبت عبث

دیکھ دل گیا دلبری کا اوس سے شکوہ کیجیے
ہاتھ سے جو دیدیا اوسکی ہو کیون حسرت عبث

اون سے امید وفا ہر گز نہین ای ہمنشین
جھیلئے کس آسرے پہ غم فرقت عبث

ہے سیہ بختی کا یہ میرے اثر پھیلا ہوا
تیرگی کی ظلمت شب پر نرکھ تہمت عبث

موت سر پر کھیلتی ہے زندگی ہے بے ثبات
ہوش مین آ اے دل نادان نکر غفلت عبث

قبر مین آکر ٹھیکتا ہی نہین کوئی کہین
ساتھ مین ہے نعش کے یہ شان اور شوکت عبث

بخل طینت ہو اگر داد و دہش کی راہزن
جمع کیون کرتے ہو اہل دول دولت عبث

آج کیون ہے فکر کل کی ای حسن نادان ہے
چار دن کی زندگی پر کرتے ہو جرأت عبث

## ردیف ج

امید ہے کہ آئیگا وہ گلعذار آج
ہے داغہائے سینہ مین رنگ بہار آج

پھر موسم بہار ہے نو روز ہے جنون
آتی ہے یاد پھر خلش نوک خار آج

اب تو یہ جبین گھسیگی جو کچھ ہو نا نصیب
ہون چشم نرگسین پہ صنم کے نثار آج

رکھتے نہین ہین پاؤن زمین پر غرور سے
وہ ہین ہوا کے گھوڑے پہ ہمدم سوار آج

عارض پہ اونکے زلف مسلسل نہین مگر
ملک حلب مین آئی ہے فوج تتار آج

گلچین کیا ہے آپنے پیدا کوئی ضرور
کچھ ہے ملی دلی ہوی فصلِ بہار آج

کس درجہ تنگ ہین شرفا اندنون حسن
یہ بھی نہو گا کل جو ملا ہے اُدھار آج

حیران ہون کیا کرون دلِ افگار کا علاج
عیسیٰ سے بھی نہو مرے بیمار کا علاج

آنکھین بچھائین حضرتِ عیسیٰ تو ہو نہ کچھ
مجروحِ تیغ ابروئے خمدار کا علاج

خون جسم کا تمام نکلجائے گا یو نہین
ممکن نہین ہے دیدۂ خونبار کا علاج

ڈرتا نہین ہے سوختۂ آگ جرم سے
رحمت کریگی آپ گنہگار کا علاج

جسطرح سے چڑھا ہے اُترجائیگا یو نہین
کیا پوچھتے ہو دیدۂ خونبار کا علاج

اوس چشمِ نیمباز سے درمان کی آرزو
بیمار سے بھی ہوتا ہے بیمار کا علاج

بوئے وفا تو نام کو اوس مین نہین حسن
کیونکر ہو ایسے شوخ و جفاکار کا علاج

موت آتی ہے کل آئیگی زندہ رہا گر آج
لازم ہے کرے کل کے لئے فکر بشر آج

تقدیر نہ یاور ہو تو بیکار ہین سب فن
پھرتے ہین گلی کوچے مین کیا اہلِ ہنر آج

ہر شخص پہ ہوتا ہے بپا حشر کا عالم
فرمائے قیامت ہے کیا جس نے سفر آج

کی ذہن رسا نے نہ مری عقدہ کشائی
ڈھونڈا کیا بیٹھا ہوا مضمونِ کمر آج

دورِ ی وساغر ہے وہ خود ساقی بنے ہین
مشکل ہے وہان اے دلِ بیتاب گذر آج

وہ آج چلے آئین جو ہولے سے مرے گھر
تا حشر نہو اے فلک پیر سحر آج

وعدہ تو ہے غیر و فنے مگر نکلین نہ باہر
ہم دیکھین گے اے آہِ رسا تیرا اثر آج

کرنا ہے جو کچھ تم کو **حسن** جلدی سے کر لو
اِنسان ہے مجبور نہین کَل کی خبر آج

## ردیف چ

منعمونکو اسلیئے ہوتا ہے زیبا جھونٹ سچ
کرتے ہین اہل خوشامد اکثر اونکا جھونٹ سچ

حضرتِ ناصح کے کہنے پر نکرنا اعتماد
مُنہ مین جو آتا ہے بک دیتا ہی بیجا جھونٹ سچ

کھُل گیا آخر کو راز اوس شوخ پر اغیار کا
وقت پر چھپتا نہین کھُلتا ہی سب کا جھونٹ سچ

بھیجے لکھکر حالِ دل بھیجا تو ہے قاصد کے ہاتھ
دیکھیے کیا گُل کھلاتا ہے ہمارا جھونٹ سچ

مجکو مدت سے ہے تمہارے وصل کی ہے آرزو
بھرِ تسکین کچھ تو کیجے مجھسے وعدا جھونٹ سچ

خیر مقدم پر کرونگا جان و دل دونون نثار
آکر اکدن دیکھہ تو لیجے ہمارا جھونٹ سچ

بے سبب ہونے لگی ہین اب وہ آشفتہ دل
کان کس نے بھر دئے سمجھا یا کیا کیا جھونٹ سچ

مر بھی جاؤن تو نہ آئے وہ مسیحا یان تلک
مجکو دم دیتے ہین چلتے دم احبا جھونٹ سچ

کچھ تمہارا ہم پہ احسان ہی جو ہم جھُک کر ملین
ہے **حسن** الزام دینے کو یہ سکو اجھونٹ سچ

سینے سے دیکھ بہال کے برچھی کی بہال کھینچ
دلکو نہ ساتھ بہالکے اے نونہال کھینچ

مرکر ہی جائیگی یہ کھٹک خارِ عشق کی
چندے کچھ اور غمِ دلِ آشفتہ حال کھینچ

پہنستی نہین ہین کہ حقیقت کی مچھلیئین
بحرِ رموزِ وحدتِ باری سے جال کھینچ

کوئے رضا سے اپنا نہ باہر نکال پاؤن
جنت کی دہن مین شیخ نہ رنج و ملال کھینچ

ساقی سے شکوہ مند ہے کیون میگسارِ عشق
اوسکے دہن سے ساغرِ آبِ زلال کھینچ

تصویر یہ نہین ہے کہ اعضا بنا دئے
اوستاد ہے تو صورتِ حسن و جمال کھینچ

صورت یہ ہے فدا تو مرقّع پہ دل کے تو
اوس نازنین کی شکل علی الاتصال کھینچ

اوس روئے مصحفی پہ ہون آیتکے بہی نشان
چہرہ اگر بنایا ہے تو عکسِ خال کھینچ

ہے حسن کو ثبات نہ کچہ عمر پر وثوق
کانٹون پہ عاشقونکو نہ اے خوشخصال کھینچ

عمرِ عزیز لہو و لعب مین نہ کر تلف
زحمت ضرور تو پئے کسبِ کمال کھینچ

رہنے دے قبر مین تو فلک چین سے مجھے
بعدِ فنا نہ کانٹون مین ای بدخصال کھینچ

یہ مستعار عمر گذر جائیگی یونہین
زحمت نہ اے حسن پئے تحصیلِ مال کھینچ

## ردیف ح

ہر ایک پہول پہ مرتی ہے کیون بہلا مین روح
پہنسی ہوی ہے مگر روئے گلعذار مین کسی روح

خدا کیواسطے صورت دکھا دے مرتے دم
ہے کوئی لحظہ کی مہمان جسمِ زار مین روح

فقط ہے آنکھون مین کچہ دم کہ دیکھ لون تجکو
نہین ہے نام کو بھی جسمِ جان نثار مین روح

رفیقِ زیست ہین اعضا تمام انسانکے
دل و دماغ و جگر کے ہی کاروبار مین روح

شبِ فراق نے اعضا کو کر دیا بیدم
ترے خیال سے آئی دلِ فگار مین روح

فراقِ یار نے کھوئے ہین سب حواس مرے
دل و جگر ہے پریشان انتشار مین روح

خدا چھڑائے تو اس پیچ سے رہائی ہو
بُری طرح سے پھنسی زلفِ مُشکبار مین روح

جھکتی پھرتی ہے ہر شاخ پر چمن مین وہ
عجب بہار نے پھونکی ہے پھر ہزار مین روح

تمام ہوگے حسن تم اسی خلش مین کبھی
اولجھکے نکلیگی اک روز زلفِ یار مین روح

تڑپ رہا ہون پڑا مرغِ نیمجان کیطرح
خدا کے واسطے چھوڑو یہ آسمان کیطرح

ہدف بناؤ مرے دلکو لے کمان ابرو
تمہارے تیر کو رکھونگا مہمان کیطرح

ہزار ہم کو اٹھایا فلک نے اے پیارے
ہلے نہ در سے ترے سنگِ آستان کیطرح

جوانی ہجر مین گذری بڑھاپا آپہونچا
جُھکا ہے دیکھو قدِ راست اب کمان کیطرح

صنم کے کوچے مین ہر اک ہے دشمنِ جانی
اولجھتے ہین سگِ جانان بھی پاسبان کیطرح

خموشی کہتی ہے یہ اور گُل کِھلا دیکھو
کمر بھی اونکی نہین ملتی ہے دہان کیطرح

تمہارے وصل کی حسرت لئے ہوئے اے شوخ / یہاں سے جائینگے اک روز ہم جہان کیطرح

قضا ہے ساتھ عصائے فنا لئے ہر دم / اجل ہے سایہ فگن سر پہ آسمان کیطرح

فراخ دستی مین سب سوجھتے ہین شعر و سخن
کہانکی ورنہ غزل اے حسن کہان کیطرح

## ردیف خ

نہ کسطرح سے ہو خدام و پاسبان گستاخ / ہمیشہ ہوتے ہین دنیا مین رازدان گستاخ

الٰہی خیر بسر ہوگی کس طرح اون سے / نگہہ شریر ادا شوخ اور زبان گستاخ

نکر حسینون کی الفت پہ ناز اے نادان / دل حزین نہو بنکر مزاجدان گستاخ

خدیو حسن کے گھر مین سمجھ کے رکھنا قدم / کہ بادشاہ ہو نکے ہوتے ہین پاسبان گستاخ

شب وصال مین یہ روک ٹوک اچھی نہین / کہ دست شوق ہوئے جاتے ہین یہان گستاخ

حیا و شرم ہے انداز مہجبینون کا + / بنائے نہ طبیعت کو مہربان گستاخ

نہے تو کیسے نہے عاشقونکی محفل مین / شہید ناز ہین مہمان میزبان گستاخ

خداہی آج نگہبان ہے جان کا اوسکے
پیامبر ہے حسن میرا بدزبان گستاخ

جلتے جی مول نہ لے اے دل نادان دوزخ / غصۂ شوخ ستمگر ہے فروزان دوزخ

لطف کی مجکو تمنا نہ الم کی دہشت
میری مشتاق نہ فردوس خواہان دوزخ

ہوش جنت کے اڑین دیکھ کے تیرا کوچہ
ہو مری آہِ شرربار سے حیران دوزخ

لالہ و گُل کو جو دیکھا تو بھڑک اُٹھی آگ
تیرے بن ہو گیا اے شوخ گلستان دوزخ

تیرے بن جی نہ لگے خُلد مین ہرگز میرا
کرین جنت کو مرے حسرت و ارمان دوزخ

دلِ سوزان سے مرے اُٹھتے ہین ایسے شُعلے
لائی میری شرر افشانی پہ ایمان دوزخ

آگ ڈھونڈے بھی نہ پائینگے کہین اہلِ جحیم
دیکھ لیگی جو مرے آنکھونکا طوفان دوزخ

ڈر یہی ہے مجھے میدانِ قیامت مین حسن
نفسِ سرد سے میرے نہو ویران دوزخ

## ردیف و

کس شان کی ہے دیکھئے سرکارِ محمدؐ
اسرارِ خدا ہین بھم اسرارِ محمدؐ

رحمت کا سہارا ہے شفاعت کا بھروسہ
ڈرتے نہین محشر سے گنہگارِ محمدؐ

ہے تجھسے دعا میری شب و روز خدایا
لیجاؤن نہ مین حسرتِ دیدارِ محمدؐ

جز باغِ مدینہ نہین اب خواہشِ گلشن
سینے مین مرے پھولا ہے گلزارِ محمدؐ

دیکھون جو مدینہ تو نہ لون نام یہانکا
چھوڑون نہ کبھی بھولے سے دربارِ محمدؐ

وہ لاکھ دفعہ آئین اوتر کر جو فلک سے
اچھا ہو مسیحا سے نہ بیمارِ محمدؐ

ہے دینِ محمدؐ کو بقا تا بقیامت
سرسبز رہے گا یونہین گلزارِ محمدؐ

کوثر پہ ملین یا کہ ملین عرش کے نیچے
ڈھونڈین جو قیامت مین طلبگارِ محمدؐ

دکھلادے مدینہ **حسن** خستہ کو للّٰلہ
تڑپے ہے جدائی سے دلِ افگارِ محمدؐ

کیا قیامت کی رہی دہشت ہمین فرقت کے بعد
سہل ہین سارے مصائب ہجر کی آفت کے بعد

جان پر جب ہمنے ٹھانی پھر غمِ فرقت ہے کیا
سہل ہوجاتی ہین سب دشواریان ہمت کے بعد

کون ہے عشاق مین جانباز و پابندِ وفا
کوئی دن مین آپ پر کھلجائیگا صحبت کے بعد

آنکھہ کب پڑتی ہے اپنی مہوشانِ دہر پر
چاند نظرون مین گرا پیارے تری صورت کے بعد

یون نہ آئے تو تمہین لائیگا جذبِ دل ضرور
لطف کیا آنے مین ہوگا آئے جب دقّت کے بعد

نکلی تن سے جانِ مضطر پیچھے پیچھے ساتھہ ہی
آپکا جانا پیامِ موت تہا وصلت کے بعد

فیض ہے یہ **حضرتِ بیدل** کا ورنہ ہمنشین
شاعری آتی ہے مدت مین بڑی محنت کے بعد

راستہ پر پھر لگایا مانگ نے اسکو **حسن**
کوچۂ کاکل سے دل نکلا تہا کس کلفت کے بعد

کس بھروسہ پہ کرین تجھسے وفا کی اُمید
ہو جو اُمید تو ہے کیسی خطا کی اُمید

موت بھی چھپ کے کہین بیٹھ رہی تیری طرح
ہجر کی شب تھی بہت مجھکو قضا کی اُمید

دوزخ و خلد برابر ہین ترے وحشی کو
نہ سزا کا کوئی کھٹکا نہ جزا کی اُمید

تیرے بیمار کی فرقت سے یہ پہونچی حالت
کہ دوا کا نہ اثر ہے نہ دعا کی اُمید

جسکی جو خو ہے وہ چھٹتی نہین ہرگز ہرگز
آسمان سے ہے سدا جور و جفا کی اُمید

اب نہ کھینچو مجھے کانٹون مین خدا را زیادہ
ہو چکی حضرتِ دل آہِ رسا کی اُمید

اوسکی درگاہ سے مایوس ہوا ہے شیطان
مت بھلا دل سے حسن فضلِ خدا کی اُمید

ظلم تھا عہدِ سکندر مین نہ سُہراب مین بند
آجکل داد ہے جسطرح سے ہر باب مین بند

سرد مہری سے چھپے لختِ جگر اشکون مین
ماہی سرما مین ہوا کرتی ہے جون آب مین بند

کیون نہ پہوٹا کرین اُٹھ اُٹھکے حبابِ اُمید
یاس عریان ہے ہمارے دلِ بیتاب مین بند

دل مین جیسی کہ ہے محبوس تمنائے وصال
ویسے ہی رہتے ہین ہم حلقۂ احباب مین بند

بحرِ الفت مین نہ امواجِ تپش کام آئین
اضطرابِ دلِ مواج ہے گرداب مین بند

آتشین رخ پہ حسینونکے ٹھہرتا ہی نہین
کیا ہی بیتابی ہے میرے دلِ سیماب مین بند

ہار کے موتی بنے لعلِ بدخشان یکسر
عکسِ گلگون جو ہوا ہر دُرِ خوش آب مین بند

اے حسن چھپتی نہین خوبیِ اربابِ کمال
نکہتِ گل نہین ہوتی گلِ شاداب مین بند

## ردیف ڈ

کرنہ تو حسن دوروزہ پہ ستمگار گھمنڈ
چیز جو جانے کو ہے اوس پہ ہے بیکار گھمنڈ

دلکی پامالی پہ ہے ناز و ادا کو یون ناز
جیسے تنہا پہ کیا کرتے ہین دو چار گھمنڈ

سخت جانی سے مری منہ کو پھرائے نہ کہین
تیغ بُرّان پہ نکرا و بتِ خونخوار گھمنڈ

ہا ہیچ ٹھرے ہین جو طفلی و شباب و پیری
پھر ہے بے فائدہ ان پر دلِ بیمار گھمنڈ

چار دن رہتی ہے اکثر گلِ عارض کی بہار
کیون یہ کرتے ہین جوانی پہ طرحدار گھمنڈ

دست مین تیغِ نگہ تیرِ مژہ چٹکی مین
قتل عشاق پہ کرتے ہین وہ سو بار گھمنڈ

شیوہ معشوق کا ہے ناز تو عاشق کا نیاز
کبھی کرتا نہین اُلفت کا خریدار گھمنڈ

تیر افگن ہو کبھی تو ادہر اے آہِ رسا
چرخ سفاک کیا کرتا ہے ہر بار گھمنڈ

جیسے عاشق کو سزا وار ہے ہر وقت نیاز
اونکو زیبا ہے ہمیشہ ستم۔ اصرار گھمنڈ

اے حسن حسن طبیعت ہی عطاء ربی
کرنا ہرگز نہ کبھی لکھ کے تو اشعار گھمنڈ

دلکو ہمارے کاکلِ جانان کبھی تو ڈہونڈ
ہوگا ترے خمو نمین پریشان کبھی تو ڈہونڈ

کافر رہیگا کب تلک اوس شوخ چشم کا
آشفتہ جان جادۂ ایمان کبھی تو ڈہونڈ

معلوم ہو کہ کتنے ہین مہمان خدنگِ یار — دل مین ہمارے آ کے پیکان کبھی تو ڈھونڈ

جس دل مین تہا گزر ترا برباد ہو گیا — اوس گہر کو جس مین تو رہا مہمان کبھی تو ڈھونڈ

جو کچھ گراے ہین درِ غلطان فراق مین — اونکو زمین پہ دیدۂ گریان کبھی تو ڈھونڈ

کبتک پہریگا فکر مین روزی کی سربسر — فضلِ خدا کو اے دلِ نادان کبھی تو ڈھونڈ

لہو ولعب مین عمر نہ کہو ای حسن سنبہل
جس چیز سے ہو آدمی انسان کبھی تو ڈھونڈ

## ردیف ذ

جبکہ لکہا گیا عشاقِ دہن کا کاغذ — لکہدیا اونکے لئے رنج ومحن کا کاغذ

حمد لکہتا ہے کوئی نعت کوئی عشقِ صنم — کوئی خالی نہین اربابِ سخن کا کاغذ

دیکہکر شکل تری بادِ صبا نے اے شوخ — عندلیبون کو دیا فصلِ چمن کا کاغذ

کوئی ممکن تہا کہ ہوتا نہ اثر پر اوس نے — نہ پڑہا عاشقِ پُر رنج ومحن کا کاغذ

خامہ ہو تیر نگہ آمہ سوادِ کاکُل — پردہ ہو دیدۂ آہوئے خُتن کا کاغذ

قیس جنگل مین مرا کوہ مین فرہاد مرا — بختِ منصور مین تہا دار و رسن کا کاغذ

کچھ تو احوالِ عدم لکہو رفیقانِ حیات — ہوتا ہے نصف ملاقات وطن کا کاغذ

خط جان شتے ہی حالت یہ ہوئی ہائے ردی — خاک مین ملگیا گُل گُل کے بدن کا کاغذ

لاکھوں خط پڑھتے ہوا اغیار ونکے ایجان جہان
دیکھئے لطف سے اکدن تو حسن کا کاغذ

تشنۂ فرقت کو ہے آبِ دمِ خنجر لذیذ
گو نہیں ہے زندگی سے کوئی شئے بڑھکر لذیذ

کس بلاکی تلخکامی سے بسر ہو زندگی
گر میسر ہو نہ ہمدم بوسۂ دلبر لذیذ

آنسو پی جاتے ہیں ہم خوفِ عتابِ یار سے
دانۂ انار شیریں سے ہیں یہ گوہر لذیذ

منعمونکو آتے ہیں الوانِ نعمت کے مزے
رکھتا ہے نانِ جویں کو گرسنہ اکثر لذیذ

تیر آتے ہیں وہیں گو خانۂ اللہ ہے
کسقدر ہے ہمنفس خونِ دلِ مضطر لذیذ

خوفِ دوزخ ہے نہ خواہش دلمیں ہے فردوس کی
طالبِ دیدار کو کیونکر نہو محشر لذیذ

دفن کرنے کو برابر ہے زر و سیم و حجر
خرچ کرنیکے لئے ہوتا ہے منعم زر لذیذ

اوس میں ہے ذوقِ زبان اور یہ مذاقِ چشم ہے
شربتِ دیدار سے زائد نہیں شکر لذیذ

چین سے سوئینگے ہم کنجِ لحد میں ای حسن
قبر سے زیادہ نہیں ہے کوئی شئے بڑھکر لذیذ

**ردیف** — ذیل کی غزل کا ہر مصرعہ نصف فارسی اور نصف اردو ہے — **ر**

دلِ مہجور میخواہد کہ یثرب میں رہوں جاکر
دمِ آخر رجا دارم اوسی جا پر مروں جاکر

در نیجا تا بکئے ماندم تمنا ہے یہی اب تو
بہ سنگِ آستانِ احمدی سر کو رکھوں جاکر

کدام است او کہ پرسد حالِ من غم مین مصیبت مین
بردا اے جذبۂ دل اللہ کہ آقا سے کہون جا کر

دل از عشقِ بتان خوگر گنہ کا بوجھ ہے سر پر
بخواند گر شہِ یثرب گناہون سے بچون جا کر

کنم شاہی بہ ہندوستان یہ خواہش ہی نہین مجھکو
تمنائی ہمین دارم مدینہ مین بلیون جا کر

دسا پر شوق را نظارۂ کعبہ میسر ہو
پس زان بر درِ خیر الوریٰ آنکھین ملون جا کر

مدد یاری اگر بختم تو خوش خوش جا کے روضہ پر
بہ طیبِ خاطرِ محزون جبین اپنی گھسون جا کر

بیثرب گر رسم از ہند اور ہو یہ دعا پوری
ہمین یک آرزو دارم کہ نعت اونکی پڑہون جا کر

ہمین امید میدارد حسن درگاہِ باری سے
بظلِ شافعِ محشر مدینہ مین گڑون جا کر

آسمان ہوتا ہے امشب ستم آرا کس پر
ٹوٹتا ہے غضبِ شوخ کا تارا کس پر

آج برگشتہ نظر آتے ہین ہر ایک سے وہ
دیکھئے چڑھتا ہے اب غیظ کا دریا کس پر

لاش پر لاش تڑپتی نظر آتی ہے وہان
ختم ہوتا ہے یہ مقتل کا تماشا کس پر

دولتِ حسن دو روزہ ہے یہ آئی وہ گئی
کرتے ہو اے مری جان نازش بیجا کس پر

تم تو یون لیکے مکرتے ہو کہ واقف ہی نہین
دلِ آشفتہ کا اب کیجئے دعوا کس پر

کون ہے جو نہین بیتابئ دل سے واقف
حال میرا نہین اے جان ہویدا کس پر

تم ہی جب منہ کو چھپاتے ہو زلیخا ہو کر
یوسفِ دل کرے اظہارِ تمنا کس پر

بیکسی کہتی ہے بالین پہ مرے فرقت مین
زور دکھلائے سر بزم اکیلا کس پر

خود غرض لوگ نظر آتے ہین دنیا مین حسن
دوستی کا ہو زمانے مین بھروسا کس پر

حسن اوس ماہ کا چمکا ہے دوبالا ہو کر
بڑھ گیا اور بھی انداز نرالا ہو کر

کیا نکل جائیگا پہلو سے دلِ مضطر تو
کیون کھٹکتا ہے مرے جسم مین کانٹا ہو کر

عشقِ کاکُل مین عجب لطفِ پریشانی ہے
دام مین طائرِ دل پھنستا ہے دانا ہو کر

بیقراری نہین آتا تجھے اب بھی کچھ چین
استخوان تک تو اوڑے روئی کا گالا ہو کر

جوششِ گریہ مین پیدا جو ہوا سوزِ فراق
بہگئین ہڈیان میری کفِ دریا ہو کر

سبزۂ خط کا جو قاتل کے بندھا مجکو خیال
زخم پھر دل کا ہرا ہو گیا اچھا ہو کر

کیا ملا تمکو حسن عشقِ بُتان سے دیکھو
آبرو مُفت مین کہو بیٹھے ہو رسوا ہو کر

کیجے نہ ادھر پیار سے شرارت کی نظر اور
ہے قہر کی آنکھ اور محبت کی نظر اور

جادو ہے نگاہون مین تو اعجاز لبون مین
منتر کا اثر اور کرامت کی نظر اور

دل کو کیا بسمل تری اوچھی سی نظر نے
کیجے نہ ادھر بغض و عداوت کی نظر اور

بیتاب ہے بسمل ہے نظر پر گئی جس پر
ایسی نہین دیکھی ہے قیامت کی نظر اور

مہمان ہون کوئی دم کا خدا کے لئے للّٰہ
اے تاب و توان کیجیے رفاقت کی نظر اور

طاقت نہین اے شوخ مری جانِ حزین مین
للّٰہ نہ فرمائے ہیبت کی نظر اور

خدامِ شہنشاہِ دو عالم سے ہے یہ عرض
تھوڑی سی حسن پر بھی ہو شفقت کی نظر اور

## ردیف ڑ

خامشی کے ہم ہوے خوگر نہ چھیڑ
دیکھ ہمکو اے دلِ مضطر نہ چھیڑ

رحم کر دل پر مرے اے ہمنشین
داستانِ عشق کا دفتر نہ چھیڑ

اے دلِ خود رفتہ کیا کرتا ہے دیکھ
زلف ہے اوس شوخ کی اژدر نہ چھیڑ

بس ہین میرے قتل کو ابرو ترے
پھینکدے تلوار کو خنجر نہ چھیڑ

آبلے پڑ جائینگے ہاتون مین دیکھ
ہے دلِ سوزان مرا اخگر نہ چھیڑ

ہاتھ کو میرے جھٹک کر یہ کہا
بیٹھ میرے پاس سے ہٹ کر نہ چھیڑ

کھ رہا ہے نوکِ مژگان سے حسن
آبلے کو دل کے اے نشتر نہ چھیڑ

جو گرفتارِ بلا ہین اونکا دل تو اب نہ توڑ
بے نیازی جانے دے خمہائے گیسو اب نہ توڑ

ہونا تھا جو ہو لیا عہد وفاداری کو دیکھ
کہنے سے غیرونکے کر کر مین مین تو تو اب نہ توڑ

باعث رسوائی ہے جانے دے یہ رنجش اے صنم
سلسلۂ الفت کا ہے مشہور ہر سو اب نہ توڑ

کر کے ذکرِ دوزخ و محشر سزائے دار و گیر
شیشۂ دل کو ہمارے زاہدا تو اب نہ توڑ

صدمہ ہوتا ہے تری آواز سے کوئل ہمیں
وقتِ فرقت دل ہمارا کر کے کو کو اب نہ توڑ

لب پہ ہو نامِ خدا اور دلمیں ہو حبِ رسولؐ
یہ دمِ آخر ہے اے دل ذکرِ یاہو اب نہ توڑ

گو زمیں ہے سخت نو آموز ہے تو اے حسن
شعر لکھ اور ہمتِ طبعِ سخن گو اب نہ توڑ

## ردیف ز

دن بدن ظلم ہے اور جور و جفا روز بروز
اب بگڑتی چلی دنیا کی ہوا روز بروز

رسمِ انصاف کو بھولے ہیں اولو العزمِ جہان
ظلم کی شاخ کو ہے نشو و نما روز بروز

کہیں گلچیں کا ستم ہے کہیں صیاد کا ظلم
بگڑتی ہی جاتی ہے دنیا کی ہوا روز بروز

چھوڑ دو ظلم و ستم ہم سا ملے گا نہ کوئی
اوٹھتے جاتے ہیں جہان سے اہلِ وفا روز بروز

جو مدینہ میں رہے ہند سے جا کر واللہ
اوس پہ بیشک ہو ولا فضلِ خدا روز بروز

دبتا جاتا ہے مرے نالۂ پرشور کا زور
گھٹتی جاتی ہے مری آہِ رسا روز بروز

چھیڑ منظور ہے کچھ اونکو یہانتک مجھسے
وہ بدلتے ہیں حسن طرزِ وفا روز بروز

ظالم کا ہاتھ نہ کر او بتِ مغرور دراز
مدتِ حسن ہے دو روز نہین دور دراز

ضعف نے بڑھکے گھٹایا ہے یہانتک کہ ہوا
نالے کو تا بہ لب آنا سفرِ دور دراز

کیا مصیبت ہے جدائی بھی کہ ہوجاتی ہے
روزِ محشر سے شبِ فرقتِ رنجور دراز

سانس چلتی ہے مگر تاب نہین اعضا مین
اِس پہ کیا ہو گی بھلا ہمتِ معذور دراز

نور تہا پہیلا ہوا وادیٔ ایمن مین تمام
کتنی تھی روشنئ جلوۂ کہِ طور دراز

پوری یارب ہو یہ اہلِ تمرّد کی دعا
شانِ آمر کی ہو کم شوکتِ مامور دراز

کاٹے کٹتی نہین فرقت کی یہ تکلیف حسن
روزِ محشر سے نہین کم شبِ مہجور دراز

ضعف سے پست ہے اِس درجہ ہماری آواز
منہ سے نکلے نہ دمِ گریہ و زاری آواز

بات کی تاب ہے مجھمین نہ توانِ حرکت
ساتھ دیتے ہین نہ اعضا ہی نہ یاری آواز

نبضین ساقط ہین کوئی دم کا فقط ہو مہمان
سینے سے ہے ترے بیمار کے جاری آواز

کشتۂ عشق کو بہاتی ہے حریفون کی صدا
کیون نہ خوش آئے عنادل کی پیاری آواز

تا بکے صدمۂ فرقت سے رہون سر گردان
میرے کانونمین ہے دن رات تمہاری آواز

مفت کا شور و شغب ہے تہی مغزی کا نشان
کبھی دیتا ہے نہین ابرِ بہاری آواز

شب کو دہو کے سے ہو اسکتہ کا عالم وہ حسن

یہ نہ سمجھا کہ ہے اوس شوخ کی پیاری آواز

## ردیف س

دل اپنا چھوڑ آئے ہین اوس پر جفا کے پاس
بھولے سے بھی پھٹکتا نہین جو وفا کے پاس

یون خالِ رخ چمکتا ہے زلفِ دوتا کے پاس
جیسے کہ دانا ہوتا ہے دامِ جفا کے پاس

مٹی ہماری کرتی ہے برباد کو بکو
جز خاک وہ دہول کچھ بھی نہین ہے صبا کے پاس

کبتک چلین گے ہم پہ یہ جور و ستم صنم
آخر تمہین بھی جانا ہے اکدن خدا کے پاس

امید ہی نہین ہے شفا کی تو اے مسیح
کیون جائے پھر مریضِ محبت دوا کے پاس

خوش ہو گیا مریضِ محبت اجل سے یون
جیسے کہ دوست جا کے ہو خوش آشنا کے پاس

اندھیر وصل مین بھی ہے بخت سیاہ کا
رکھتے نہین ہین شمع بباعث حیا کے پاس

خود رفتہ بنکے چھوڑینگے دل کو وہین حسن
شاید نظر چڑھے تو وہ رکھ لین اوٹھا کے پاس

یون شوق پھر رہا ہے مرے دل کے آس پاس
لاتا ہے کھینچ کھینچ کے قاتل کے آس پاس

نظروں مین اپنے صورتِ جانان ہے اسطرح
جیسے چمن مین گل ہون عنادل کے آس پاس

دونونکو آرزو ہے نہانے کی خون مین
دل اور جگر ہین خنجرِ قاتل کے آس پاس

جتنے رفیق زیست تھے آخر کو چلدئے
جز بیکسی نہین کوئی بسمل کے آس پاس

دانے پہ جیسے گرتے ہیں طائرِ دمِ شکار
مرغانِ دل لگے ہوئے ہیں تل کے آس پاس

بعد فنا یہ جذبِ محبت کا تھا اثر
مجنوں کی روح پھرتی تھی محمل کے آس پاس

گھیرے ہوئے ہیں حسرتِ تمنا یوں دلکو اے حسن
ہالہ ہو جس طرح مہِ کامل کے آس پاس

## ردیف ش

نہیں ہے سوئے رقیب اس نگاہ کی گردش
نظر میں ہے مرے بخت سیاہ کی گردش

پھنسا ہے پیچ میں کاکل کے یہ دلِ بیتاب
بھگت رہا ہوں خدایا گناہ کی گردش

ٹھہرنے دیتی نہیں آدمی کو دو دن بھی
غضب ہے دہر میں بخت سیاہ کی گردش

عبث پھراتے ہو دل دادۂ محبت کو
پسند آتی ہے کیوں خیرخواہ کی گردش

کبھی ہوں کوچہ میں تیرے کبھی ہوں جنگل میں
فلک سے پڑ گئی حالِ تباہ کی گردش

خدا کرے مرا قاصد نہ آئے چکر میں
بگاڑ دیتی ہے دعوا گواہ کی گردش

کبھی حسن کی طرف ہے کبھی ہے سوئے غیر
ہلائے دل کو نہ کیوں کر نگاہ کی گردش

کیا ہو گیا شباب وہ بزم ہوائے عیش
وہ صحبتِ حسین وہ شیرین نوشئے عیش

اک دن کے وصل پر یہ بھگتنے پڑے عذاب
دینے لگا فلک مجھے یارب سزائے عیش

طاقت ہی جب نہو تو کہان لطف زندگی
دنیا مین تندرستی ہے بیشک غذائے عیش

راحت کے بعد رنج قیامت ہے ہانگرا
بلبل خزان مین چیختی پھرتی ہے ہائے عیش

عشرت پسند ہے ترا عاشق بھی کسقدر
خلد بریں کو ڈھونڈتا پھرتا ہے جائے عیش

زاہد سے کہدو تا بہ قیامت کریگا یاد
یہ چار دن جوانی کے اور یہ فضائے عیش

دنیا کے رنج و عیش تو سارے گزر گئے
اللہ اب حسن کو وہانکے دکھائے عیش

بلبل کو جیسے ہوتی ہے گلزار کی تلاش
ہے باغ جان و دل مین مجھے یار کی تلاش

بوئے وفا نہین ہے حسینان دہر مین
اے دل عبث ہے تجھکو وفادار کی تلاش

واعظ ڈرا نہ روز قیامت سے ہم کو تو
رحمت کریگی آپ گنہگار کی تلاش

دل پارہ پارہ ہے تو جگر پاش پاش ہے
باقی ہے پھر بھی تیر ستمگار کی تلاش

سینے کو داستان شہادت ہے ہمنفس
ہر زخم کو ہے پھر لب سوفار کی تلاش

کوچے مین تیرے قبر کو ملجائے کچھ زمین
دولت کی ہے تلاش نہ دربار کی تلاش

آنکھین کھلی رہین مری زیر کفن حسن
مرنیکے بعد بھی رہی دلدار کی تلاش

ردیف ص

یار مستِ ناز ہے اور دل مرا میخوار حرص
ہے مرے سینہ مین ہر دم ساغرِ سرشارِ حرص

وہ تمنا کا خزینہ دل مین ہے میرے نہان
آرزو جسکی محافظ اور خزانہ دارِ حرص

برہمن سا ہون پجاری عشق کے بتخانہ کا
قشقہ ہے زیبِ جبین زیبِ کمر زنارِ حرص

دل بہلتا ہی نہین جز بزمِ شوخِ گلعذار
ساغرِ دل ہے مرا اے دوستو سرشارِ حرص

بڑہتی جاتی ہین امیدین جسقدر گہٹتی ہے عمر
وقتِ پیری آدمی ہو جاتا ہے بیمارِ حرص

دل کو فرصت ہی نہین ہے خواہشاتِ وصل سے
ہے محیطِ آرزو چارونطرف دیوارِ حرص

سیر کیونکر ہو امیدونسے دلِ عاشق حسن
رات دن پہرتا ہے یہ سر پہ لئے انبارِ حرص

کون کرتا ہے مصیبت مین گدا سے اخلاص
منعمونکو نہین ہوتا غربا سے اخلاص

بے نیازی کی عجب شان ہے اللہ اللہ
کچھ جفا سے نہ محبت نہ وفا سے اخلاص

رکھ بتون سے نہ خلوص اے دلِ آشفتہ خیال
لازم انسان کو ہے رکھے خدا سے اخلاص

ہم وہ نہین ہین جو لگا لیتے کسی بت سے کبہی
پر اثر کو نہین اس آہِ رسا سے اخلاص

شاید اوس کاکلِ مشکین کی کبہی لائے بو
دلِ آفت زدہ رکہتا ہے صبا سے اخلاص

یا علیؓ کہکے قدم آگے بڑہاؤ دیکھو
حل ہوں سب کام جو ہو عقدہ کشا سے اخلاص

قدر درویشونکی کچھ اہلِ کرم سے پوچھو
ورنہ رکہتا ہے بہلا کون گدا سے اخلاص

سیر کرنی ہے تجھے ملک بقا کی اگر روز
مت بڑہا دیکھ حسن اہل فنا سے اخلاص

ہو نہ دشمن کو خدا آزارِ حرص
کسقدر ذلت میں ہیں بیمارِ حرص

جو مقدر میں ہے ملے گا وہ ضرور
خوار ہوتے ہیں سدا میخوارِ حرص

شوق کہتا ہے کہ دل پر کچھ سنے
پھاند کر جائینگے ہم دیوارِ حرص

دور اس جنگل سے رہنا تبر تک
رہتا ہے دلمیں کھٹکتا خارِ حرص

وصل ہو فرقت ہو جو کچھ ہو سو ہو
جامِ دل میرا نہیں سرشارِ حرص

بے نیازی سیکھ لے اے دل شوخ
آج ہے اوس بزم میں تکرارِ حرص

یار سے کیونکر جدا ہوں اے حسن
ہے خمارِ ساغرِ سرشارِ حرص

## ردیف ض

سب کی نظروں سے گرے رہتے ہیں اربابِ غرض
بند ہوتا نہیں اس پر بھی کبھی بابِ غرض

آدمی کو نہیں دنیا میں کبھی اس سے نجات
سر جھکا دیتی ہے ہر ایک کا محرابِ غرض

جو کہ پہنستا ہے نکلتا نہیں ہرگز اس سے
بحرِ مقصد میں ہے کشش کا گردابِ غرض

بات بنتی نہیں دنیا میں بنائے سے کوئی
ایک حالت پہ ٹھہرتا نہیں سیمابِ غرض

کل کسی پہلو نہین آتی ہے بیچینی سے
بڑھ گئے سیماب سے بیچین ہے بیتاب غرض

خالی دامن ہی چلے فصلِ خزان کیصورت
شاخِ امید ہوی اپنی نہ شاداب غرض

اسطرح اوٹھگیا اخلاص زمانے سے حسن
آجکل دوست نظر آتے ہین اربابِ غرض

رکھتا نہین ہون بادۂ گلنار سے غرض
مخمورِ چشمِ یار ہون ہے یار سے غرض

مطلب نہین ہے کچھ بھی حسینانِ دہر سے
ہمکو ہے اپنے دل کے خریدار سے غرض

آئے ہین تیرے در پہ تو اوٹھنا ہی اب محال
جھگڑے سے کچھ غرض ہے نہ تکرار سے غرض

تیرے سبب ہین یہ تری سب بیقراریان
اے دل نہ کہتے تھے کہ نرکھ یار سے غرض

مطلب کے چار حرف ہی پڑھ لین وہ قاصدا
لکھتا ہون حالِ دل نہین طومار سے غرض

دعوی تھا باغبان کو حسینانِ باغ پر
گل پاش پاش ہوگیا رخسار سے غرض

کبتک رہو گے خواہشِ نفسانی مین حسن
رکھو بس اب تو مالکِ غفّار سے غرض

## ردیف ط

قاتل سے ہو سکی نہ رگِ جان کی احتیاط
مشکل بہت تھی خنجرِ بُرّان کی احتیاط

بچتا نہین ہے کشتہ خدنگِ نگاہ کا
بیفائدہ ہے چارہ و درمان کی احتیاط

وحشت اگر یہی ہے تو پرزے اوڑینگے اب
دستِ جنون سے ہو نہ گریبان کی احتیاط

جنگل مین ہون کبھی کبھی چوٹی پہ کوہ کے
کیونکر ہو ایسے بے سر و سامان کی احتیاط

فرقت وہ بد بلا ہے کہ ٹلتی نہین کبھی
بیفائدہ ہے موسمِ ہجران کی احتیاط

مُدت سے تیری زلفون پہ شانے کے دانت ہین
کیونکر ہو اوس سے کاکلِ پیچان کی احتیاط

دُنیا جگہ قیام کی ہرگز نہین حسن
کام آئیگی وہان پہ تمہین یہان کی احتیاط

وہ دن خدا کرے کہ پیارے کا آئے خط
مرتا ہون انتظار مین صورت دکھائے خط

ممکن نہین کہ حالتِ دل لکھ سکون اُونہین
قاصد تو میرے دلکو لئے جا بجائے خط

ہم حالِ دل جتائین تو کس طور سے جتائین
بارِ گران یہ ہجر کو کیونکر اوٹھائے خط

قاصد نہین کہ واقفِ اسرارِ دل بنے
ہمراز کوئی بھی نہین اپنا سوائے خط

بالِ ہُما قلم ہو سیاہی سوادِ زلف
پردہ بتون کی آنکھ کا کاغذ برائے خط

نا آشنا ہے اوس بُتِ ظالم سے نامہ بر
ایسا نہو کہ غیر کو میرا دکھائے خط

قاصد کو گالیان ملین یا خط ہو پاش پاش
جاتی نہین ہے دل سے ہمارے ہوائے خط

کیا ضد ہے میرے خط سے کہ پُرزے اوڑاتے ہین
اور شوق سے وہ پڑھتے ہین اپنے پرائے خط

اصلاح دے سکے نہ خطِ بخت کو حسن

زورِ قلم سے لاکھونکے تمنے بنائے خط

## ردیف ظ

| | |
|---|---|
| معشوق و جان نثار مین رہتا ہے کب لحاظ | اوٹھتا نہین حجاب جب ہی تک ہے سب لحاظ |
| رہتی ہے اونکے منہ پہ کلائی تمام رات | رہتا ہے عین وصل مین رنج و تعب لحاظ |
| اندھیر ہے کہ آتے ہی کرتے ہین شمع گل | کیا لطف ہے وصال کا باقی ہو جب لحاظ |
| کبتک تمہارے ظلم اوٹھایا کرے کوئی | جھیلے کہانتک یہ کوئی روز و شب لحاظ |
| امید پائمال ہے ہے آرزو کا خون | ڈھاتا ہے دل پہ وصل مین کتنا غضب لحاظ |
| شرم و حیا کا پتلا ہے وہ رشکِ آفتاب | کرتا ہے رازدان سے بھی وہ بے سبب لحاظ |

ہے وصل مین بھی لذتِ فرقت ہمین حسن
سب خاک مین ملاتا ہے عیش و طرب لحاظ

| | |
|---|---|
| یہ نئی چھیڑ آپنے ایجاد نکالی الحفیظ | جب کہا کچھ ناک و بہون اکدم چڑھالی الحفیظ |
| اوس نگہ سے پاس ہے دلکو جگر کو جان کو | پنجۂ مژگان مین ہے تیغِ ہلالی الحفیظ |
| یادِ کاکل نے جگر مسلا تو یادِ رخ نے دل | کیا مقدر مین ہے میرے پائمالی الحفیظ |
| پوچھتے کیا ہو کٹی کیونکر جدائی مین صنم | تیرہ بختی اور شبِ دیجور کالی الحفیظ |
| کہتے ہین وہ خونِ عاشق کس بلا کا خون ہے | میرے دامن سے نہین چھٹتی ہے لالی الحفیظ |

گو نہین قدرِ ہنر پھر بھی غنیمت ہی کمال
کسقدر ایذا رسان ہے بے کمالی الحفیظ

چڑ کے تیغِ ناز کے کبتک اُٹھائے دل حسن
بات جب کرتا ہون وہ دیتے ہین گالی الحفیظ

ردیف ع

آدمی کیا دیو ہوتا ہے اطاعت سے مُطیع
پر نہ وہ ظالم ہوا افسوس خدمت سے مُطیع

ظلم جنکا پیشہ ہو بیداد ہو جن کا شعار
ہوتے ہین وہ چاہنے والونکی قسمت سے مُطیع

وان تلک پہونچین تو اپنا کر دکھائین اُنکو ہم
غیر ہو جاتے ہین دو دن کی محبت سے مُطیع

غیر تھے اہلِ دول اور مین غریبِ کس مپرس
ہو گیا وہ شوخ میری طرزِ عادت سے مُطیع

پائمالِ پائے نازک ہم رہے ہین مدتون
ہمنے قاتل کو کیا ہے سخت محنت سے مُطیع

ایک ساغر دیدیا سب مِٹ گئے رنج و تعب
کر لیا پیرِ مُغان نے کس کرامت سے مُطیع

اب حسن کی مُدعا ہے خدمت احباب مین
جیتے جی بچتا رہے الزام و تہمت سے مُطیع

ظُلمتِ شب ظُلمتِ قسمت سے ہے کافورِ شمع
تاب کیا دیکھے جو فرقت کی شبِ دیجور شمع

دن کو کرتا ہے غلامی حُسن کی خورشیدِ چرخ
مُملکت مین حُسن کے ہے رات کا دستور شمع

باغ ہی گلزارِ جنت اور سکندر آئینہ
بُرجِ گردُون قصرِ قیصر اور ہے فغفور شمع

وہ جو آتے ہین تو ہو جاتی ہے دونی روشنی
دیکھکر اوس شوخ کو کیونکر نہو مسرور شمع

حسن کے پرتو سے یون آتی ہے رونق بزم مین
جیسے کردیتی ہے اکدم گھر کا گھر پر نور شمع

سامنے کالے کے جلتا ہی نہین ہرگز چراغ
تیرے کاکل کے مقابل کیون نہو بے نور شمع

شوق کہتا تھا شب وصل اور ہون روشن چراغ
اور حیاء شوخ کہتی تھی کہ کر دو دور شمع

کرشمۂ چشم پریوش ہون بس مردن ضرور
میرے مرقد پر کریگی آکے روشن جور شمع

تھی شب فرقت مین میری ای حسن یہ غمگسار
میری طرح رات بھر جلتی رہی مجبور شمع

## ردیف غ

دلمین جگر مین سینہ مین ڈہونڈا کیا سُراغ
ملتا نہین ہے تیر کا اوسکے ذرا سُراغ

پھرتے ہو روز راتو نکو چپ چپکے جابجا
ہم بھی کہین نکالین گے لے دلربا سُراغ

گمنام کیون ہو وہ جو رہے نام کا پتا
عنقا ہے جبکہ نام تو ملجائے گا سُراغ

وہ دوڑے آئے رات کو حیرت ہے یہ مگر
مین اون پہ جان کہوتا ہون کس نے دیا سُراغ

قسمت کی چیز ملتی ہے بے جستجو کئے
موسیٰ کو کوہِ طور کا کیسا ملا سُراغ

جب واسطہ ہی ہم سے نہین تجکو بے سبب
کیون ڈہونڈتا ہے اوبت نا آشنا سُراغ

پہونچے تھے آگ لینے کو موسیٰ پہاڑ پر
نورِ خدا ملا نہ ملا آگ کا سُراغ

آتا نہین پلٹ کے کوئی جس سے پوچھ لین
کوئے عدم کا ملتا نہین کچھ پتا سُراغ

فرقت کی بیکلی ہے حسن کو بسانِ برق
اوس گُل کا تو ہی لائے کہین سے صبا سُراغ

اوس کا جوڑا شمع کا اکدن بجھائیگا فروغ
آگے گالے کے چراغ ہرگز نپائیگا فروغ

حُسن کے جلوہ پہ کیون کرتے ہو تم اتنا گھمنڈ
چار دن کے بعد اے شوخ جائیگا فروغ

بزم الفت مین اگر چمکی مرے دلکی تپش
رنج فرقت کو مرے دل سی اوڑائیگا فروغ

اسقدر کی جان نثاری اُس بتِ خودکام پہ
غیر بھی کہتے تھے یہ اکروز پائیگا فروغ

شُہرتِ اغیار سے کھٹکا ہے آشنای فلک
تخمِ الفت اونکے جیہین کچھ جمائیگا فروغ

غیر کے ہمراہ کیا جائینگے کوئے یار مین
اپنی پامردی سے اپنے ہاتھ آئیگا فروغ

منعمو نسے فائدہ کچھ بھی نہین ہے اے حسن
جو ملیگا خاکسارون سے وہ پائیگا فروغ

## ردیف ف

ہے خزان جسطرح سے بادِ بہاریکی خلاف
زندگانی عشق مین ہی جان نثاریکی خلاف

اپنی بیتابی بڑھے کیونکر نہ فرطِ صبر سے
ضبط ہم کرتے ہین اپنی بیقراری کی خلاف

صدمۂ فرقت سے کملائے تمناؤنکی پھول
آگئی کیسی خزان ابرِ بہاریکے خلاف

جان دین ہم آپ پر اور آپکو پروا نہو
آپ ہی کہئے۔ نہین یہ دوستداری کی خلاف

غیر سے ہون وصل کے وعدے ہمارے روبرو
عہد کے ہے یہ مخالف وضعداری کے خلاف

فکرِ مرہم کیون ہوا ہے قاتلِ سفّاک کو
کرتے ہین دلداری وہ کیون دلفگاری کی خلاف

بات جو ہمنے کہی افسانۂ عالم ہوی
بھید کی شہرت ہوی کیسی رازداری کی خلاف

روتے روتے مر گئے پر سوزِ دل باقی رہا
خاک اڑتی ہے لحد پر اشکباری کے خلاف

جس پہ تہا لطف و کرم ہو وہ حسن معتوب اب
دلفگاری کرتے ہین کیون غمگساری کے خلاف

یہ ہمنے مانا تری بزم سے اُٹھا انصاف
خدا کے روبرو ہوگا مرا ترا انصاف

کرینگے اہلِ ستم عاشقوں سے کیا انصاف
ستم ہزار کئے ایک گر کیا انصاف

ستم شعاروں کو ہے ظُلم آج کل رہبر
کہ جیسے ہوتا ہے شاہوں کا رہنما انصاف

رقیب رونقِ محفل رہین اور ہم باہر
یہ تمنے خوب نکالا ہے دلرُبا انصاف

تھمے نہ آنکھ سے آنسو گئی نہ دل سے تپش
نہوگا تمہارے زمانے مین کوئی نا انصاف

شبِ وصال مین شرم و حیا قیامت ہے
تمہین خدا کے لئے اب کرو ذرا انصاف

کہان وہ عہدِ جوانی کہان وہ حُسن کا زور
اُٹھا کے دیکھو گرے گا یہ آئینا انصاف

فلک کو اہلِ زمین سے ہے یان تلک پرخاش
مٹا ہے نام ستمگا اور ہوا فنا انصاف

نکالے شعر حسن اس زمین مین تم نے خوب
کرے کرے نہ کرے طبع نارسا انصاف

ردیف ق

ایسی ہے میرے اس دلِ آفت زدہ مین برق
دیکھے تو منہ چھپائے چمک کر گھٹا مین برق

دہڑکین عدو کے دل اگر آئے ذرا بھی غیظ
لرزے یہان زمین وہان عرصِ سما مین برق

کیا حسن و کیا جمال ہے اے مہ جبین ترا
رخسار مین ضیا ہے تو پنہان ضیا مین برق

وہ آب و تاب ہے تری زلفِ دوتا مین شوخ
خجلت سے اوسکے آگے نہ چمکے گھٹا مین برق

عارض ہین تیرے ایسی چمک ہی کہ یک بیک
دیکھے تو اُترے طبقۂ تحت الثرا مین برق

افشان نہین ہی ماتھے پہ اے مہ جبین ترے
شاید چمک رہی ہے یہ عرشِ علا مین برق

ڈرتا حسن چمک سے حسینون کی رات دن
اہلِ زمین کو خوف ہے اور ہے سما مین برق

روزِ ازل پیا تہا جو ہمنے ایاغِ عشق
ابتک ہے مستِ ناز برابر دماغِ عشق

تن پہلگیا پہپولونسے سینہ ہے ریش ریش
اُلفت مین تیرے ہمنے لگایا ہے باغِ عشق

اندہیر ہے بہرا ہوا ہر بال بال مین
فرقت کی رات اندہیری ہو گویا کہ زاغِ عشق

خونِ جگر ہے پینے کو کہانے کو رنج و غم
کسدرجہ بے نیاز ہے یا رب فراغِ عشق

اُڑ گیا دیکھو چرخِ چہارم سے آفتاب
چمکا جو حشر مین کسی عاشق کا داغِ عشق

ہو جاتی ہین اشارہ مین باتین ہر ایک کی
ملتا نہین کسی کو کسی کا سُراغِ عشق

کیا خوف ہو حسن کو اندھیری سے قبر کے
روشن ہے میرے دل مین ہمیشہ چراغِ عشق

ردیف ک

زخم جس کا ہوا برسون سے اچھا ابتک
اوسی خنجر کی ہے پہلو کو تمنا ابتک

خاک مین ملگیا اُلجھن مین پڑا بختِ سیاہ
نگیا پر نگیا زلف کا سودا ابتک

کون سُنتا ہے کہین کس سے کہانی دل کی
ہم پہ کیا کیا تری فرقت مین ہے گذرا ابتک

جان دی قبر مین لیٹا ہون پریشان تنہا
یاد آتا ہے مگر شوخ کا وعدا ابتک

روز دیتی ہے مجھے یاس ہزار دن چرکے
دل مین باقی ہے مگر شوق و تمنا ابتک

مُنتظر کس کے ہین وہ کس کا نصیبا جاگا
بیٹھے ہین شام سے مسند پہ وہ تنہا ابتک

جان دینے کا جو قاتل سے کیا تھا اقرار
خنجرِ یار کا ہے دل پہ تقاضا ابتک

میری آنکھون کا جو طوفان نظر آیا اوس کو
پانی پانی ہے سمندر کا کلیجا ابتک

کامیابی ہے حسن بختِ رسا پر موقوف
مجھکو پارس بھی ملا مین رہا لوہا ابتک

ہے چین کہ اب کیجئے بسرام تہِ خاک / مر کر تو ملے ہجر سے آرام تہِ خاک

موت آئی مرے لینے کو پر تو ہی نہ آیا / جاتا ہون ترے کوچے سے ناکام تہِ خاک

مشہور تھے جرأت مین شجاعت مین جو انسان / آخر کو وہ سب ہو گئے گمنام تہِ خاک

انسان کی ہستی ہے بہت تھوڑی سی ہمدم / بالائے زمین صبح ہے اور شام تہِ خاک

کی ہمنے رفاقت تری تو نے ہمین چھوڑا / ہستی نے دیا آکے یہ پیغام تہِ خاک

نکلے کوئی اُمید تو اے چرخ وگرنہ / دینگے مرے ارمان مجھے الزام تہِ خاک

ہے شہرِ خموشان مین یہ غُل آہ و فُغان سے / نالون نے کیا ہے مجھے بدنام تہِ خاک

بنتی ہے فرشتون سے نہ ارباب علم سے / افسوس ملا مجھکو نہ آرام تہِ خاک

دُنیا مین اگر خاک اوڑائے بھی تو پھر کیا / جانا ہے حسن ایک دن انجام تہِ خاک

## ردیف گ

کسی کلی مین نہ دیکھا ترے دہن کا رنگ / سفید ہو گیا غیرت سے یاسمن کا رنگ

تمہارے ہونٹون سے شرمندہ ہو گیا لالہ / تمہارے دانتون نے کھویا ہے نسترن کا رنگ

بہار آئی ہے دیکھو ہری بھری ہے زمین / ہوا ہے کثرتِ گُل سے نیا چمن کا رنگ

الگ ہے دیر و حرم سے خیالِ یار کہین / جما نہ شیخ کا اوس پر نہ برہمن کا رنگ

شہید کاکل آلِ محمدی ہون مین
سیاہ نہ کہنا رفیقو مرے کفن کا رنگ

غلامِ آلِ عبا ہون گواہ ہے اللہ
سما گیا ہے مرے دل مین پنجتن کا رنگ

ہمیشہ آفتِ تازہ ہے اے حسن مجھپر
نہ پوچھو میرے مصائب کا اور محن کا رنگ

دل مین ستم کی صورتین آئینہ رو الگ الگ
ایسی ہین جیسے زخم کے تن پہ رفو الگ الگ

مجھسے وہ بزمِ غیر مین ایسے رہے جدا جدا
گل سے چمن مین جسطرح پھرتی ہی بو الگ الگ

حسن کے ہے خمیر مین جور و جفا ملی ہوی
ظلم و ستم مین ایک ہین سبکی ہی خو الگ الگ

جو ہین بھم لگا دئین اونکی ہے سب خبر ہمین
گو رہے بزمِ غیر مین غیر سے تو الگ الگ

خواب سے اٹھین جسگھڑی ماہوشانِ گلشنی
شبنمِ صبحدم کرے فکرِ وضو الگ الگ

ساقی کے ہین یہ چو چلے بادہ کشو نہین پا چلی
آج پڑے ہین کسلئے جام و سبو الگ الگ

اونکے چلن سے اے حسن جانِ حزین بہ تنگ ہے
رہتے ہین وہ ملے جلے مجھسے کبھو الگ الگ

## ردیف ل

ہے سراغِ دلِ آشفتہ کا پانا مشکل
گر ملا بھی تو پھر اوس کا ہے منانا مشکل

دردِ فرقت کے سوا کوئی نہین اپنا رفیق
رازِ دل کس سے کہین اس کا سنانا مشکل

ہجر کے ضعف نے لپٹا کیا ایسا مجکو
کوچۂ یار تلک ہو گیا جانا مشکل

میری صورت سے وہ بیزار مجھے یہ الفت
ایسے آشفتہ طبیعت سے نبہانا مشکل

کون ایسا ہے جو آزارِ محبت سے بچائے
دلِ صد پارہ سے ہے درد کا جانا مشکل

نظرِ یار نچہوڑے گی متاعِ دل کو
آنکھون آنکھون مین جو لے اوس سے چھپانا مشکل

ہاتھ آئین تو رنگین خونِ جگر سے اون کو
یونتو ہے پاؤن مین مہندی کا لگانا مشکل

خندہ پیشانی سے کرتا نہو جو بات کبھی
ایسے مغرور کو باتون مین ہنسانا مشکل

وہ رقیبون سے کیا کرتے ہین گہنٹون باتین
میرے ہی واسطے ہے لب کا ہلانا مشکل

گریہ و آہ و فغان کو کوئی روکے کیونکر
رازِ الفت کا ہے ایجان چھپانا مشکل

آرزو کہتی ہے بالین پہ حسن کے ہنسکر
ایسے مردہ کا ہے عیسیٰ کو جلانا مشکل

جمع ہو جاتے ہین جس وقت کہ اسبابِ قبول
کہول دیتے ہین ملک مثلِ دعا بابِ قبول

مدعا نکلے یہ امید ہو کیونکر اون سے
بے نیازی ہے ستم کیش کی جلبابِ قبول

شیخ سے کہدو کہ تاثیرِ دعا ہے بہول
ملتی ہے اہلِ مقدر کو مئے نابِ قبول

عرضِ مطلب کو وہ سنتے ہی نہین ہائے ستم
ہم نہین دیکھتے کہولے سے کبھی خمِ ابِ قبول

مدعا وصل کا ہم لاکھ کہین اے ہمدم
پر تأمل ہے ہمین شوخ سے دربابِ قبول

زشت اعمالی نے اسدرجہ کیا ہے محجوب
بحرِ ہستی مین ہوا ہے درِ کمیاب قبول

یون تو ہین سیکڑون دُنیا مین مشائخ صورت
اس زمانے مین نہین ملتے ہین اصحابِ قبول

اب توجہ اون سے کہا مان لیا بے کھٹکے
کہُل گیا میری تمنا کے لئے بابِ قبول

مانگکر بات مری دیکھ کے صورت میری
ہنسکے کہتے ہین حسن اب کرو آداب قبول

ردیف م

ڈرتے نہین مصیبت و قہر و بلا سے ہم
مانوس ہو گئے ہین کسی کی جفا سے ہم

پروا نہین ہے لاکھ ستایا کرین جناب
ڈرتے نہین ہین آپ کی جور و جفا سے ہم

سوزِ جنون نے ہڈئین تک اپنی پہونکدین
شرمندہ کس قدر ہوئے مُرغِ ہُما سے ہم

روزِ ازل سے لائے ہین اُلفت کا ہم مرض
اچھے نہونگے حضرتِ عیسیٰؑ دوا سے ہم

کمبخت وہ نہین ہین۔ تو تو ہی ادہر کو آ
کہتے ہین روزِ ہجر مین پیکِ قضا سے ہم

ہوتا نہین ہے بابِ اجابت تلک گذر
کیونکر نہ ہاتھ اُٹھائین خدایا دُعا سے ہم

پہونچادے خاک کوچہ مین اوسکے پسِ فنا
رکھتے ہین التجا یہی بادِ صبا سے ہم

دو دن کی زندگی تو کٹے جسطرح کٹے
شکوہ کرینگے آپکا اکدن خدا سے ہم

دُنیا کے مخمصو مین کہان فکر ہو حسن
مجبور ہو گئے ہین یہ طبع رسا سے ہم

اے آہ کرین کب تلک اُمیدِ اثر ہم
بیچین اودھر وہ ہین تڑپتے ہین ادھر ہم

جس طرح سے آئے ہین چلے جائینگے دن رات
مانند صبا رہتے ہین سرگرم سفر ہم

کیا کام مسافر کو بھلائی سے سرا کی
رکھتے نہین اِس عالمِ فانی کی خبر ہم

خاموش ہین یہ خیر ہے اے چرخ وگرنہ
دم بھر مین اِس عالم کو کرین زیر وزبر ہم

رونے پہ تجھے رحم نہین آتا ہے آخر
جون شمع ترے بزم مین کٹوائینگے سر ہم

جذبِ دلِ ناکام کا جاتا نہین خالی
کیون دونون طرف پائین نہ اُلفت کا اثر ہم

ایسا تو حسین ہم کو حسن اب نہ ملے گا
پھر جائین بھلا دل کی تسلّی کو کدھر ہم

## ردیف ن

وہ دل نہین وہ آنکھ نہین وہ وفا نہین
طُرفہ یہ ہے کہ پوچھتے ہو ہم سے کیا نہین

حُسن وجمال وغمزہ وشوخی اداو ناز
یہ باتین سب ہین اونمین پہ بوئے وفا نہین

پامالی سے بچے مری امید کس طرح
یہ میری آرزو ہے ترا نقشِ پا نہین

سُنتا ہے کون بلبلِ نالان کی ہائے ہو
بھرے ہین گوشِ گُل تو لبِ غُنچہ وا نہین

مینائے دل جو خون سے لبریز ہو تو ہو
کیا وہ شہیدِ خنجرِ نازو ادا نہین

آئینہ دیکھتے ہین تو کہتا ہے حُسن یہ
کہنا نہ پھر کہ ہمسا کوئی دوسرا نہین

دیکھا فراقِ یار مین دلپر بنی ہے کیا
ائے آہِ سرد تجھ مین اثر اب ذرا نہین

عیسیٰ سے کسطرح ہو امیدِ شفائے دل
وہ کوئی غمگسار نہین آشنا نہین

قدمون پہ تیرے کاش نکلجائے دم مرا
اور اس دلِ حزین کا کوئی مدعا نہین

عشقِ بتان سے باز نہ آئے حسن جناب
یہ آپ کی خطا ہے ہماری خطا نہین

لعل کو وہ لبِ نگین سے گھٹا دیتے ہین
ہنسکے بجلی کو نگاہون نے گرا دیتے ہین

خندہ ہوش رُبا ہے مرے پیارے کی ہنسی
خود تو ہنستے ہین مگر ہم کو رُلا دیتے ہین

باتین غیر دنکی سُنا کرتے ہین گھنٹون یارب
مدعا میرا وہ مٹی مین ملا دیتے ہین

حرفِ مطلب جو کہا مین نے تو شوخی دیکھو
باتون باتو مین تمنا کو اڑا دیتے ہین

کیون کسی سے ہین غرض ہیں کرون دُنیا مین
مدعا دل کا مرے عقدہ کُشا دیتے ہین

سینے سے پار جو ہوتے ہین ترے تیرِ نگاہ
وہی روزن دلِ بسمل کو ہوا دیتے ہین

خاکسارونکو حقارت سے نہ دیکھ اے گردون
ہم بگڑتے ہین تو ہنستو نکو رلا دیتے ہین

بات بن بنکے بگڑ جاتی ہے میری یارب
غیر کیا اونکو خدا جانے سکھا دیتے ہین

لاش اُٹھیگی حسن کی ترے کوچے سے ضرور
مرد جو کہتے ہین وہ کرکے دکھا دیتے ہین

| ردیف | و |
|---|---|
| اب نہ دے دیکھ پیار سے غمِ ہجران ہم کو | عشقِ کاکُل نے کیا خوب پریشان ہم کو |
| یاد آتی ہے جو رفتار کسی کی واعظ | روز آتا ہے نظر حشر کا میدان ہم کو |
| آبلہ پائی لئے جاتی ہے پھر صحرا کو | یاد آئی خلشِ خارِ بیابان ہم کو |
| پھر بنائیگی ہمین وحشتِ دل صحرا گرد | گریہ - دکھلائیگا پھر نوح کا طوفان ہم کو |
| غیرتِ آب و ہوا آتش و گل ہم تو ہوئے | کس سے پوچھین کہ کیا کس لئے انسان ہم کو |
| ساغرِ عشق ملا تھا ہمین گھٹی مین ضرور | مجنون کہتے تھے سبھی لیلی کے خواہان ہم کو |
| منہ دکھائے نہ حسن کو کبھی فرقت ورنہ | خواب ہو جائیگی یہ صحبتِ جانان ہم کو |

| | |
|---|---|
| قمر بدلی مین چھپ جائے جو دلبر ہو تو ایسا ہو | فلک بھی جس سے شرمائے ستمگر ہو تو ایسا ہو |
| صفت پوچھے کوئی ہم سے صنم کے نوکِ مژگان کی | کرے خنجر سے بڑھکر کام نشتر ہو تو ایسا ہو |
| ہر اک نوکِ مژہ کی ہے مقابل یہ دلِ شیدا | لڑے تنہا جو لشکر سے دلاور ہو تو ایسا ہو |
| ہوا گریہ جو طوفان خیز دل نے ایک قطرہ مین | کیا راہِ فنا کو طے شناور ہو تو ایسا ہو |
| بنائے سوزنِ اور رشتہ سے زخمِ دلکی یکسوئی | دوئی کا بند رخنہ ہو رفوگر ہو تو ایسا ہو |
| شبِ معراج کی سیرِ دو عالم کس شتابی سے | گئے بھی آئے بھی پل مین پیمبر ہو تو ایسا ہو |

وفا سے تم حسن گذرے نہ باز آیا ستم سے وہ
جو عاشق ہو تو ایسا ہو ستمگر ہو تو ایسا ہو

پیش نظر اگر وہ بت خوبرو نہو — کعبے مین بھی نماز ہماری کبھو نہو
ارمان جیکے جی مین رہے ہائے بیخودی — بس خیر جب تلک ہے کہ تو دوبدو نہو
ہے چرخ بھی شریک ستم ورنہ اے صنم — برباد تیرے کشتہ کی یون آرزو نہو
فرقت نے سب مٹادئے سامان انبساط — کیا لطف زیست پاس اگر میرے تُو نہو
کر اپنے جان نثارون پہ لے تیغ ناز رحم — ہر تیغ کی طرح عمل اُقتلُو نہو
دامن سے چھوٹتا نہین دہبا کسیطرح — تیرے شہید ناز کا پیارے لہو نہو
رندان بادہ نوش پہ مت کر ستم روا — اے محتسب تُو منکر لاتقنطو نہو
مُنھ سے لگاکے خُم کو اُڑائین گے ساقیا — شیشہ نہو صُراحی نہو اور سبُو نہو
عاشق نہین ہے وہ کہ جو پابند ننگ ہو — کس کام کا وہ پھول ہے جسمین کہ بُو نہو
نکلے ہون آنکھون مین اُس بت سے اسطرح — ہونٹون کو بھی ذرا خبر گفتگو نہو

عشق بتان کو چھوڑ خدا کے لئے حسن
رُسوا گلی گلی نہو اور کو بکو نہو +

بام پر جلوہ نما رشک قمر ہو کہ نہ ہو — دلکی بیتابی کا کچھ اوس پہ اثر ہو کہ نہ ہو

آجکے کام کو کل کے لئے مت چھوڑ اے دل
شاید اِس روح کا کل تن مین گذر ہو کہ نہ ہو

آخری وقت ہے اب شکل دکھا دے پیارے
ہون چراغِ سحری دیکھ سحر ہو کہ نہ ہو

جی مین ہے آج کہ کیفیتِ دل اوس سے کہون
کل خدا جانے محبت کی نظر ہو کہ نہ ہو

اب تو ٹھانی ہے یہی جی مین دلِ نادان نے
جان دیدون پسِ دیوار خبر ہو کہ نہ ہو

غم نکر کوچ کا اے راہ نوردِ ہستی
مالک اللہ ہے گو زادِ سفر ہو کہ نہ ہو

کچہ ہنر پر ہی نہین دولت و ثروت موقوف
قسمت اِنسان کی اچھی ہو ہنر ہو کہ نہ ہو

روز دیتے ہین تمہین گالیان وہ اب تو حسن
تم ہی منصف ہو اب اس بات پہ شر ہو کہ نہ ہو

بختِ واژون اپنا سیدھا اب دوبارہ ہو نہو
آپ سے ملنا خدا جانے ہمارا ہو نہو

جانیوالے کوئے جانان کبھی رکتے نہین
کوئی ساتھی ہو نہو کوئی سہارا ہو نہ ہو

عرضِ مطلب کے لئے کہتے تو ہو پر ڈر یہ ہے
مدعا میر اتمہین اے جان گوارا ہو نہ ہو

ایک دن دل لیجیے پھر خدا اے جانِ من
آرزو اتنی ہے باقی پھر دوبارا ہو نہ ہو

پھنک رہا ہون سوزِ فرقت مین ترے اے شعلہ رو
سینہ ہے آتشکدہ اِس مین شرارا ہو نہ ہو

ہم رہین گے کوئے جانان مین پسِ دیوارِ یار
دم ہے باقی کہ نکلے اور گذارا ہو نہ ہو

عمر گذریگی حسن کی سایۂ دیوار مین
خوبیٔ قسمت سے گو تیرا نظارا ہو نہ ہو

## ردیف ہ

نہ کھلی ناخنِ تدبیر سے قسمت کی گرہ
آئے انسان پہ یارب نہ مصیبت کی گرہ

عصمتِ حضرتِ یوسف نہ زلیخا سے گئی
دامنِ پاک مین لگتی نہین تہمت کی گرہ

عمر کا اور یہ اک سال گرہ سے کھویا
خوش نہون اہلِ دول دیکے ولادت کی گرہ

آج کل عقدہ کشا کوئی نہین جز بہ خدا
پڑے انسان کو دنیا مین نہ حاجت کی گرہ

مال و دولت نہین آئیگی یہان پر کچھ کام
منعمو کھول دو دنیا ہی مین غفلت کی گرہ

غیر کی شعبدہ بازی نہین چلتی ہرگز
کیا قیامت کی گرہ ہوتی ہے الفت کی گرہ

کوئی مٹتا ہے مٹانے سے رقابت کا اثر
کھولے سے کھل نہین سکتی ہی عداوت کی گرہ

احمقونکو نہین کچھ پند سے ہوتا حاصل
باندھ لیتے ہین سمجھدار نصیحت کی گرہ

لاکھ تدبیر کیا کرتا ہون بیٹھا دن رات
کھل نہین سکتی حسن رشتۂ فرقت کی گرہ

---

آہ جاتی ہے فلک پر مری فریاد کیساتھ
یاس رہتی ہے ہمیشہ دلِ ناشاد کیساتھ

حسن وہ شئے ہے کہ سب ہوتے ہین اسپر شیدا
عشق رہتا ہے سدا حسنِ خداداد کیساتھ

کچھ بھی امید نہ اس دورِ فلک سے نکلی
یاس و حسرت ہی فقط بندھ گئی آزاد کیساتھ

ضبط کرتے ہین مگر کیا کرین مجبوری ہے
اشک آنکھونمین بھر آتے ہین تری یاد کیساتھ

جھگڑا اپنا جو ملی اوسکو سزا قدرت سے
میری حسرت تھی دمِ خنجرِ جلاد کیساتھ

کھینچ سکتا ہی نہین وہ کبھی تصویرِ صنم
ہمنے مانا کہ ملے مانی بھی بہزاد کیساتھ

تجکو سمجھاتا ہون ای دل کہ نکر شور و فغان
جان دیدیگا کبھی تو اسی فریاد کیساتھ

یا علی آپ جو یاور رہون تو امید یہ ہے
کوئی مشکل نہ رہے آپ کی امداد کیساتھ

کیون اُٹھاتے ہو پریشانی حسن تم اپنی
اون کو تو ضد ہے مرے اس دلِ ناشاد کیساتھ

## ردیف - ی - معروف

سوا ترے نہ رہے کوئی جستجو باقی
نگہ مین نور ہو اور نور مین ہو تُو باقی

کھان کھان نہ گیا جستجو مین تیری مین
نہ چھوڑی کوئی جگہ مین نے چار سو باقی

عجب فراق نے مجکو نحیف و زار کیا
رہا نہ جسم مین کچھ بھی مرے لہو باقی

کبھی تو آکے مرے گھر کو رشکِ خُلد بنا
یہ رہ نجائے مرے دل کی آرزو باقی

ہماری کوچہ نوردی پہ لوگ کیون ہنسین
دل اپنے ہاتون سے کھو کر ہے جستجو باقی

نکل کے آنکھ سے مٹی مین ملگئے افسوس
رہی نہ اشکون کی میرے کچھ آبرو باقی

ترے سبب سے اوسے بھی ہم اب تو کھو بیٹھے
نگار کھی تھی جو تھوڑی سی آبرو باقی

ہزار طرح سے سمجھایا پر نہ وہ سمجھے
اب اونسے ہونیکو ہے آج دو بدو باقی

نہ روک ہاتھ کو قاتل تجھے خدا کی قسم — نچھوڑ میرے گلو میں رگِ گلو باقی
وہ بادہ نوش ہوں ملجائے گر مجھے موقع — نچھوڑوں درد بھی گر ہو تہِ سبو باقی

کیا حسن سے جو وعدہ نبہائے اوس کو
زبان دیچکے اب کیا ہے گفتگو باقی

یادِ خالق سے نہین بندے کو غفلت اچھی — اسلئے چاہئے انسان کو صحبت اچھی
دل ہے انسان کا آئینۂ تصویرِ خیال — نظر آتی ہے بُری یا کہ ہو صورت اچھی
یار کے جور پہ کیون اپنی وفا کو چھوڑون — عاشقی کے لئے زیبا ہے یہ عادت اچھی
عاشقی کا نہین یہ شیوہ کہ گھبرا اُٹّھون — وصل سے بھی ہے سوا ہجر کی لذّت اچھی
کوئے دلدار ہی فردوسِ بریں ہے ہم کو — تیری جنت سے ہے واعظ مری جنت اچھی
پھنس گئے عشق کے گردابِ بلا مین دیکھا — ہم نہ کہتے تھے کہ اے دل نہین چاہت اچھی
تندرستی بھی عجب چیز ہے سُبحان اللہ — غافلو قدر کے قابل ہے یہ نعمت اچھی

منّتِ غیر اُٹھاتے ہو حسن کیون دیکھو
بے طلب جبکہ خدا دیتا ہے نعمت اچھی

دولتِ دین تجھکو حاصل ہو بدولت آپکی — سہل ہو مشکل اگر ہووے عنایت آپکی
بار ہے تن پر وہ سر جسمین نہو سودائے زلف — کور ہے وہ آنکھ جسمین ہو نہ صورت آپکی

اسطرح مشقِ تصور نے کیا آنکھوں مین گھر
جسطرف دیکھا نظر آتی ہے صورت آپکی

ایکدن تو گھر ہمارے آئے جانِ جہان
اب ستاتی ہے بُری صورت سے فرقت آپکی

خالی از حکمت نہین ہے یکبیک آنا یہان
کچھ سبب تبلا رہی ہے یہ عنایت آپکی

آئے ہین بیشک خفا ہو کر کسی سے آج آپ
باتون باتون مین بگڑنا کب تھی عادت آپکی

آپکے آنے سے اسدم بچگیا بیمارِ عشق
اے مسیحائے زمان یہ تھی عنایت آپکی

حشر کا کیا خوف ہمکو یا شفیع المذنبین
عاصیون تک خود ہی آئیگی شفاعت آپکی

بیوفائی سے تمہارے جانتا ہے یہ حسن
بعد مرنے کے بھی ہوگی ساتھ حسرت آپکی

کوچہ گردی مین رہِ عشق کے غیرت کیسی
آبرو پاس نہین رکھتے ہین عزت کیسی

شوقِ دیدار مین دن رات مچلتا ہے جو دل
اسکو بہلانیکی رہتی ہے مصیبت کیسی

آپکے آنے کی امید قضا کا کھٹکا
بیم و امید مین ہے زندگی چاہت کیسی

ہم ہی محروم رہین سبکی امیدین بر آئین
یہ تو فرمائیے پھر ہم پہ ہے شفقت کیسی

دل کو کرتے ہو جو برباد یہ گھر کس کا ہے
دیتے ہو صدمۂ فرقت یہ عنایت کیسی

دشتِ فرقت مین بگولے کیطرح ہے چکر
رنج و غم کیسا مری جان کدورت کیسی

وصل کے بعد کہان سوزِ محبت کا مزا
تلخئ ہجر مین ملتی ہے حلاوت کیسی

ہجر سے تیرے مین دن رات ہون زندہ در گور
لکھی قسّام ازل نے مری قسمت کیسی

درد و غم سے مجھے دم بھر کبھی فرصت نہ ملی
جب مُصیبت ہی نصیبے مین تو راحت کیسی

چشمۂ آبِ بقا کا مین نہین ہون طالب
خواہشِ زیست کسے جینے کی لذّت کیسی

وصل منظور اگر ہے نظرِ لطف کے ساتھ
ہوتی ہے وعدہ خلافی کی یہ کثرت کیسی

آج کل کیجے نہ بیمارِ محبت سے ستم
موت آکر دم کو نہین رُکتی ہے مدت کیسی

سر بکف دست بدل آیا ہون تیرے در پر
کھینچکر لائی ہے اُمیدِ شہادت کیسی

سر پر انبارِ معاصی ہے تو ہے کھٹکا کیا ہے
ہے اعانت پہ محمدؐ کی شفاعت کیسی

بیطرح نشۂ الفت ہے حسن کو واعظ
بات تک بھی نہین سُنتا ہے نصیحت کیسی

عشق کے دام سے جان بر نہین ہوتا کوئی
بیٹھے ٹھیلائے نہ لے مول یہ سودا کوئی

آنسو رُکتے نہین آنکھوں سے ٹپک جاتے ہین
کسطرح بند کرے کوزہ مین دریا کوئی

بحرِ اُلفت مین ترے تشنۂ دیدار رہون
عین دریا مین رہے یون نہ پیاسا کوئی

اپنے عاشق کو مٹایا تو بہت خوش ہو کر
یہ نہ پوچھا کہ مٹا داغِ تمنا کوئی

داورِ حشر بھی تیرا ہی طرفدار بنا
کس سے اب جاکے کرے ہجر کا شکوا کوئی

مہر کی طرح سے چمکیگا بروزِ محشر
رہ گیا دل مین اگر داغِ تمنّا کوئی

صاف ٹلجاتی ہے جب نام ترا لیتا ہون
مجھپہ آتی ہے جو آفت مرے مولا کوئی

ہے عجب ہول بہلیان عدم آباد کی راہ
سیکڑون یانسے گئے پھر گے نہ آیا کوئی

دامنِ آلِ نبی چھوڑ نہ دینا اے حسن
اِس سے بڑھکر نہین بخشش کا وسیلا کوئی

ہے پیشتر سے عشق کی ٹھوکر لگی ہوئی
مضبوط یہ گرہ ہے گرہ پر لگی ہوئی

آٹھون پھر ہے تو مری آنکھونکے سامنے
ہے مُہر تیرے عشق کی دلبر لگی ہوئی

زاہد سے کچھ غرض ہے نہ رندونکا کچھ گلا
ہے مُہر خامشی مرے لب پر لگی ہوئی

دیکھے نہ دو جہان کے تماشے کو اک نظر
جسکی ہو آنکھ یار کے در پر لگی ہوئی

واقف وہی ہو درد سے اوسکو ہی قدر ہو
پہلے سے جسکے چوٹ ہو دلبر لگی ہوئی

تم ہی کہو کے اُس سے امیدِ وفا ہو کیا
جسکی نظر ہو غیر کے در پر لگی ہوئی

محبوبِ حق محبِّ نبی حضرتِ نظام
کیونکر نہ تیری یاد ہو گھر گھر لگی ہوئی

احباب ہون ترے لبِ ساغر سے شاد کام
گردن عدو کی ہو لبِ خنجر لگی ہوئی

بھگتین گے وہ نوشتۂ قسمت کو اے حسن
جن جن کی مُہر ہے سرِ محضر لگی ہوئی

تمہارے ہجر مین پیارے نئی ہمپر بلا آئی
نہ آنے پائے عزرائیل فرقت کی قضا آئی

ترے بیمارِ فرقت کو ہوا امیدِ اثر کیونکر
لبوں پر آہ جب آئی تو بالکل نارسا آئی

جگر کے ٹکڑے کہانیکو ہیں خونِ دل ہی پینے کو
پئے عشاق خوانِ عشق سے نادر غذا آئی

نہ نکلے دل کے کچھ ارمان نہ عقبے کا ہوا سامان
تمنا سے اگر پہلے قضا آئی تو کیا آئی

فقط اس خوف سے ہمدم کہ راز افشا ہو ہمرا
کبھی سینے سے ہونٹوں تک نہ آہِ نارسا آئی

امیدِ وصل ہی میرے پاس کیا رکھا ہی جز حسرت
صنم کا کوچہ کیوں چھوڑا یہ دلمیں تیرے کیا آئی

زمینِ نالہ جب کڑکا قیامت ہو گئی برپا
گئی جب عرش پر آہِ رسا گویا بلا آئی

یہ مانا تن ہے پامالِ الم - جانِ حزیں تو تھی
قضا کو روبرو آنے سے کیوں اتنی حیا آئی

کوئی قطرہ تو ہمپر بھی پڑیگا ابرِ رحمت کا
ترے ابرِ کرم کی اے صنم بھاری گھٹا آئی

یہ زنگ آلودہ مدت سے ہوا تھا تیری فرقت میں
ضیاء رخ سے پھر آئینۂ دلمیں ضیا آئی

غلام آلِ احمد ہوں یہی صورت ہے بخشش کی
حسن کو کیا ہو غم اسکا کہ عصیاں کی بلا آئی

دلمیں ہی تصویرِ صنم لب پہ ہی یا ہو باقی
جان میں غم ہے مگر آنکھ میں ہے تو باقی

آگے رہجاؤ جو اک شب کو تم اے رشکِ چمن
بعد مرنیکے بھی اعضاء میں رہی تو باقی

عشق سے کچھ نہ ملا باعثِ شہرت تو ہوا
رہگیا ذکر مرا بعد میں ہر سو باقی

جان اور دل کی عوض شوخ سی ہمکو یہ ملا
رہگئے آنکھوں میں اب اشک کے لولو باقی

بات جو نکلے زبان سے وہ سنبھل کر نکلے
تیرے باعث سے ہے مجھپر یہ مصیبت ای دل
جذبۂ عشق نہوتا تو نہ ملتا تو بھی
عشق مین سنگدلونکے یہ بنی ہے صورت

تیر جستہ پہ نہین رہتا ہے قابو باقی
زندگانی کا نہین ہے کوئی پہلو باقی
ہاتھ پائون مین نہین ضعف سے قابو باقی
ابتلک دلمین ہے غم آنکھ مین آنسو باقی

بیوفائون کی حسن چھوڑدو الفت بالکل
سونگھو اوس پھول کو جسکی رہے خوشبو باقی

مردمِ دیدہ کی قسمت مین ہے جدت اچھی
لاکھ آفت ہو مصیبت ہو قیامت آئے
تلخکامی نہو عشاق کو دشنام سے
ایک رفتار مین سو فتنے بپا کرتے ہو
بوسہ مانگا تو وہ کہنے لگے یون جھنجلا کر
آگئی وصل کی شب آج وہ آتے ہین ضرور

روز اک انکو نظر آتی ہے صورت اچھی
دلمین گھر جائے اگر دیکھ لین صورت اچھی
انکی ہر بات مین ہے کیسی حلاوت اچھی
کر رہے ہو یہ قیامت پہ قیامت اچھی
مانگنے کی کبھی ہوتی نہین عادت اچھی
شاد اے دل تری نکلیگی اب حسرت اچھی

اے حسن تم کو سروکار کسی سے اب کیا
جب یہ کہتے ہو کہ ہے سب سے قناعت اچھی

ردیف ی مجہول

وا ہے دروازہ اجابت کا دعا سے پہلے
بخطاؤن کو سزا دو نہ خطا سے پہلے

نقدِ دل دیکے تجھے تیرے خریدار بنے
کی وفا ہمنے صنم تیری وفا سے پہلے

جان نثار کی تمنا تو نکلجائے کہین
کاش آجائے مجھے موت قضا سے پہلے

کُشتۂ تیغِ ادا کون ہوا ہے پیارے
سُرخ ہین ہاتھ ترے رنگِ حنا سے پہلے

لطُف پاتا ہون ستم مین مین کرم سے بڑہکر
گو کیا کرتے ہین وہ لطف جفا سے پہلے

میری بالین پہ جو آجائے مرا رشکِ مسیح
درد جاتا رہے واللہ دوا سے پہلے

اِن حسینون کی محبت پہ بھروسا کیا ہے
اِن مین ہوتی ہے جفا طرزِ وفا سے پہلے

خادمِ آلِ محمدؐ ہون محمدؐ کا غلام
کیون نہ پوری ہون تمنائین دُعا سے پہلے

ہم لڑکپن ہی سے مرتے ہین حسینون پہ حسن
موت ہی آئی ہمین نشو ونما سے پہلے

فرقتِ یار مین ای دل ترا رونا کیا ہے
جان نکلے بھی کہین روز کا جھگڑا کیا ہے

حُسن وہ سحر ہے اللہ بچائے اِس سے
جسکو دیکھو ہے وہی محوِ تماشا۔ کیا ہے

کس کو دکھلاؤن یہ حالِ دلِ شیدا اپنا
اتنا بیچین ہے۔ بجلی کا تڑپنا کیا ہے

آیا اس پہلو سے اوس پہلو سے نکلا وہ گیا
تیرِ مژگان کا مرے دل سے گذرنا کیا ہے

شمع سان آتشِ فرقت سے بدن گھٹتا ہے
رات فرقت کی نہین گھٹتی خدایا کیا ہے

دل لگایا بتِ سفاک سے اچھا نہ کیا
آگے آگے ذرا دیکھو تو کہ ہوتا کیا ہے

گھر سے نکلا ہے پئے سیر و تماشا وہ شوخ
شاید آ نکلے ادھر کو بھی بھروسا کیا ہے

فکر انجام کی کر مستِ تغافل مت ہو
دم میں ہستی کے نہ آدم کا بھروسا کیا ہے

اے خدا تیری محبت ہی میں دم آخر ہو
دین و دنیا میں بجز تیرے وسیلا کیا ہے

آپ جسطور سمجھتے ہیں سمجھ لیں دل میں
ہم تو دل دے ہی چکے ہیں ہمیں جھگڑا کیا ہے

اے حسن زادِ سفر کچھ تو مہیا کر لے
اقربا چلدئے سب تیرے تو بیٹھا کیا ہے

قطعہ

عجب ڈھب سے تری چتون لڑی ہے
کہ بیہوشی میں اک خلقت پڑی ہے

کلیجے کو مرے چھلنی بنایا
ہر اک نوکِ مژہ دیکھو گڑی ہے

ادھر جان پھک رہی ہے اور ادھر دل
ترے فرقت کی چنگاری پڑی ہے

تصدق ہوں مگر شانِ خدا پر
کہ رحمت اب بجھانے کو کھڑی ہے

تجھے نفرت ہے مجھے الفت ہے تجھ سے
محبت کیوں تری دل میں اڑی ہے

فراقِ یار میں پہونچی یہ نوبت
تمنا آج فرقت سے لڑی ہے

چلے آئینگے مجھ تک خود بخود آپ
رسائی آہ کی دیکھو بڑی ہے

ہوں مداحِ نبی صلِّ علےٰ میں
مرے دل کو یہی ہمت بڑی ہے

بڑہی رونے پہ اشکونکی یہ رفعت
مُسلسل موتیون کی اک لڑی ہے
یہ جذبِ شوق تہا جو تم کو لایا
بحمد اللہ مری قسمت بڑی ہے
بلا لو ہند سے مولے مجہے بھی
تمنا دل مین مدت سے بڑی ہے
ہجومِ شوق کو ہے حکُم کی دُہن
تمنا ایک پائون پر کہڑی ہے
نہین دل چاہتا رہنے کو دم بھر
برابر سال کے اک اک گہڑی ہے
مدینہ دیکھ لون مرنے سے پہلے
مرے مالک تری قدرت بڑی ہے
رہے سر پر نہ یہ بارِ تمنّا
بڑہاپا ہے قضا سر پہ کہڑی ہے
گنہ کی اسطرح لپٹی ہے زنجیر
کہ سارے جسم کو گہیرے پڑی ہے
یہی صورت ہے بخشایش کی میرے
خیالِ مدح دل کو ہر گہڑی ہے
لکہے جاتے نہین اب آگے اشعار
زمین سخت اور ردیف ازبس کڑی ہے

حسن - سرکار مین تیری ہوی یاد
بڑی مدت مین یہ قسمت لڑی ہے

تمہاری چال اور طرزِ قیامت ملتی جلتی ہے
مصیبت حشر کی فرقت کی آفت ملتی جلتی ہے
کرم کے آڑ مین دونون ستم ایجاد کرتے ہو
فلک کے لُطف سے تیری عنایت ملتی جلتی ہے
اُٹھا کر آئینہ دیکھو کہ ہم کیون تم پہ مرتے ہین
تمہاری بھولی صورت سے یہ صورت ملتی جلتی ہے

کہاں یہ رنگ بُو اونمیں کہاں ایسی نزاکت ہے
گلونکی گو گلِ عارض سے رنگت ملتی جلتی ہے

وہاں ہے حشر کا غوغا یہاں فتنے جدائی کے
ہماری شامِ غم صبحِ قیامت ملتی جلتی ہے

تعجب کیا جو تیرے ہر قدم پر حشر برپا ہو
تری ٹھوکر کی شوخی سے قیامت ملتی جلتی ہے

مری بیتابی تیری بیقراری اے پری پیکر
ہمیشہ سے محبت کی بدولت ملتی جلتی ہے

مجھے سکتے کا عالم ہے وہ ششدر اور حیران ہیں
مری حیرت سے آئینہ کی حیرت ملتی جلتی ہے

طریقت اور شریعت سے جدا توبہ معاذ اللہ
طریقت اور شریعت در حقیقت ملتی جلتی ہے

وہاں بے انتہا بخشش شفاعت سے زاید یاں
خدا کی شان سے شانِ رسالت ملتی جلتی ہے

زمانے کے سخنور کیوں نہ دیں دادِ سخن تجھکو
حسن اگلوں سے کچھ تیری طبیعت ملتی جلتی ہے

بارِ گنہ کو سر پہ ہم اپنے دھرے ہوئے
کبتک رہیں گے ہند میں یارب پڑے ہوئے

کر روشن اب چراغِ تمنا کو اے کریم
ہیں حسرتوں سے جسم کے روزن بھرے ہوئے

مجبور ہو گئے ہیں بہت زندگی سے ہم
تیرے کرم کو دیکھ رہے ہیں کھڑے ہوئے

کیا پوچھتا ہے حال اسیرانِ زلف کا
لب پر فغاں ہے دل میں ہیں ارماں بھرے ہوئے

رونے سے بھی نہ سبز ہوئی کشتِ آرزو
ہم خشک خار ہی رہے جنگل ہرے ہوئے

ہم اپنا حال کیا کہیں روشن ہے تجکو سب
ہم جیتے کیوں ہیں اور ہیں کس پر مرے ہوئے

اے آہوانِ چشم ستمگار الحذر
ہم بھی اوسیکے چشمۂ الفت مین غرق ہین
مسند وہ آپکے لئے معراج مین بنی

پھولے کبھی چمن نہ تمہارے چرے ہوئے
خضر اپنی زندگی مین ہین جسپر مرے ہوئے
موتی تھے لنترانی کے جسمین جڑے ہوئے

کھولوگے قبر کو جو حسن کی تو دیکھنا
ہونگے تمام قبر مین ارمان بھرے ہوئے

گلے پر پھیر دو تلوار غصہ آپکا نکلے
کوئی برباد مجھسا بھی نہوگا اس محبت مین
بہت چاہا نہ کو سون ہجر کو پر صبر کہتا ہے
خوشی کو ہجر جانا مین نہ پہچانا کہ کیا شئے ہے
حیاء شوخ کہتی ہے تمنا سے مری ہر دم
بامیدِ وصالِ یار فرقت مین بھی جیتا ہون
محبت سے مری ناراض ہی گر تو تو کیا حاصل
خبر اس انقلاب دہر کی ہم کو نہ تھی ظالم
حصارِ آسمان نے تیرے ملنے سی کیا ہی تنگ
مقدر کی ہے ناکامی شکایت کیا تری اسمین

تماشا میرا تم دیکھو مرا بھی مدعا نکلے
اگر دلمین مرے ڈھونڈو تو بس نام خدا نکلے
دلِ بیتاب سے پوچھو نہ کیسے بد دعا نکلے
مرے واقف بھی رنج والم دو آشنا نکلے
مری نظرون سے گرجائیگی آنسو گر ذرا نکلے
صنم مجائے گر میرا تو حسرت کا مزا نکلے
نہ میری آرزو نکلے نہ میرا مدعا نکلے
وفا کا تھا یقین دہو کا مگر تم بیوفا نکلے
بلا سے قبر ہی کھودو جو دان سے راستا نکلے
یہ آہین بے اثر نکلین یہ نالے نارسا نکلے

دل لگایا بتِ سفاک سے اچھا نہ کیا — آگے آگے ذرا دیکھو تو کہ ہوتا کیا ہے
گھر سے نکلا ہے پئے سیر و تماشا وہ شوخ — شاید آنکلے ادہر کو بھی بھروسا کیا ہے
فکر انجام کی کر مستِ تغافل مت ہو — دم مین ہستی کے نہ آدم کا بھروسا کیا ہے
اے خدا تیری محبت ہی مین دم آخر ہو — دین و دنیا مین بجز تیرے وسیلا کیا ہے
آپ جسطور سمجھتے ہین سمجھ لین دل مین — ہم تو دل دے ہی چکے ہین ہمین جھگڑا کیا ہے

اے حسن زادِ سفر کچھ تو مہیا کر لے — اقربا چلدئے سب تیرے تو بیٹھا کیا ہے

قطعہ

عجب ڈھب سے تری چتون لڑی ہے — کہ بیہوشی مین اک خلقت پڑی ہے
کلیجے کو مرے چھلنی بنایا — ہر اک نوکِ مژہ دیکھو گڑی ہے
ادہر جان پھڑک رہی ہے اور ادہر دل — ترے فرقت کی چنگاری پڑی ہے
تصدق ہون مگر شانِ خدا پر — کہ رحمت اب بجھانے کو کھڑی ہے
تجھے نفرت مجھے الفت ہے تجھ سے — محبت کیون تری دل مین اڑی ہے
فراقِ یار مین پہونچی یہ نوبت — تمنا آج فرقت سے لڑی ہے
چلے آئینگے مجھ تک خود بخود آپ — رسائی آہ کی دیکھو بڑی ہے
ہون مداحِ نبی صلِّ علےٰ مین — مرے دل کو یہی ہمت بڑی ہے

بڑہی رونے پہ اشکونکی یہ رفعت
مُسلسل موتیون کی اک لڑی ہے

یہ جذبِ شوق تہا جو تم کو لایا
بحمد اللہ مری قسمت بڑی ہے

بلالو ہند سے مولے مجہے بھی
تمنا دل مین مدت سے بڑی ہے

ہجومِ شوق کو ہے حکم کی دُہن
تمنا ایک پائون پر کہڑی ہے

نہین دل چاہتا رہنے کو دم بھر
برابر سال کے اک اک گہڑی ہے

مدینہ دیکہ لون مرنے سے پہلے
مرے مالک تری قدرت بڑی ہے

رہے سر پر نہ یہ بارِ تمنّا
بڑہاپا ہے قضا سر پر کہڑی ہے

گُنہ کی اسطرح لپٹی ہے زنجیر
کہ سارے جسم کو گہیرے پڑی ہے

یہی صورت ہے بخشایش کی میرے
خیالِ مدح دل کو ہر گہڑی ہے

لکہے جاتے ہین اب آنگے اشعار
زمین سخت اور ردیف ازبس کڑی ہے

حسن - سرکار مین تیری ہوی یاد
بڑی مدت مین یہ قسمت لڑی ہے

تمہاری چال اور طرز قیامت ملتی جلتی ہے
مصیبت حشر کی فرقت کی آفت ملتی جلتی ہے

کرم کے آڑ مین دونون ستم ایجاد کرتے ہو
فلک کے لطف سے تیری عنایت ملتی جلتی ہے

اُٹہا کر آئینہ دیکہو کہ ہم کیون تم پہ مرتے ہین
تمہاری بہولی صورت سے یہ صورت ملتی جلتی ہے

کہان یہ رنگ و بُو اُنمین کہان ایسی نزاکت ہے
گلونکی گو گلِ عارض سے رنگت ملتی جلتی ہے

وہان ہے حشر کا غوغا یہان فتنے جدائی کے
ہماری شامِ غم صبحِ قیامت ملتی جلتی ہے

تعجب کیا جو تیرے ہر قدم پر حشر برپا ہو
تری ٹھوکر کی شوخی سے قیامت ملتی جلتی ہے

مری بیتابی تیری بیقراری اے پری پیکر
ہمیشہ سے محبت کی بدولت ملتی جلتی ہے

مجھے سکتے کا عالم ہو وہ ششدر اور حیران ہو
مری حیرت سے آئینہ کی حیرت ملتی جلتی ہے

طریقت اور شریعت سے جدا توبہ معاذ اللہ
طریقت اور شریعت درحقیقت ملتی جلتی ہے

وہان بے انتہا بخشش شفاعت حد سے زاید یان
خدا کی شان سے شانِ رسالت ملتی جلتی ہے

زمانیکے سخنور کیون ندین دادِ سخن تجھکو
حسن اگلون سے کچھ تیری طبیعت ملتی جلتی ہے

بارِ گنہ کو سر پہ ہم اپنے دھرے ہوے
کبتک رہین گے ہند مین یارب پڑے ہوئے

کر روشن اب چراغِ تمنا کو اے کریم
ہین حسرتون سے جسم کے روزن بھرے ہوئے

مجبور ہو گئے ہین بہت زندگی سے ہم
تیرے کرم کو دیکھ رہے ہین کھڑے ہوئے

کیا پوچھتا ہے حال اسیرانِ زلف کا
لب پر فغان ہے دل مین ہین ارمان بھرے ہوئے

رونے سے بھی نہ سبز ہوی کشتِ آرزو
ہم خشک خار ہی رہے جنگل ہرے ہوئے

ہم اپنا حال کیا کہین روشن ہے تجکو سب
ہم جیتے کیون ہین اور ہین کس پر مرے ہوے

اے آہوانِ چشم ستمگار الحذر
پھولے کبھی چمن نہ تمہارے چرے ہوئے

ہم بھی اوسیکے چشمۂ الفت مین غرق ہین
خضر اپنی زندگی مین ہین جسپر مرے ہوئے

مسند وہ آپکے لئے معراج مین بنی
موتی تھے لنترانی کے جسمین جڑے ہوئے

کھولوگے قبر کو جو حسن کی تو دیکھنا
ہونگے تمام قبر مین ارمان بھرے ہوئے

گلے پر پھیر دو تلوار غصہ آپکا نکلے
تماشا میرا تم دیکھو مرا بھی مدعا نکلے

کوئی برباد مجھسا بھی نہوگا اس محبت مین
اگر دلمین مرے ڈھونڈو تو بس نام خدا نکلے

بہت چاہا نہ کوسون ہجر کو پر صبر کہتا ہے
دلِ بیتاب سے پوچھو نہ کیسے بددعا نکلے

خوشی کو ہجر جانا مین نہ پہچانا کہ کیا شئے ہے
مرے واقف یہی رنج و الم دو آشنا نکلے

حیاء شوخ کہتی ہے تمنا سے مری ہر دم
مری نظرون سے گر جائیگی آنسو گر ذرا نکلے

بامیدِ وصالِ یار فرقت مین بھی جیتا ہون
صنم ملجائے گر میرا تو حسرت کا مزا نکلے

محبت سے مری ناراض ہو گر تو تو کیا حاصل
نہ میری آرزو نکلے نہ میرا مدعا نکلے

خبر اس انقلابِ دہر کی ہم کو نہ تھی ظالم
وفا کا تھا ہمین دھوکا مگر تم بیوفا نکلے

حصارِ آسمان نے تیرے ملنے سی کیا ہی تنگ
بلا سے قبر ہی کھودو جو وان سے راستا نکلے

مقدر کی ہے ناکامی شکایت کیا تری اسمین
یہ آہین بے اثر نکلین یہ نالے نارسا نکلے

تری یاد تو نسے او ظالم تسلی دل کو کیونکر ہو — نہ وعدہ ہو کوئی پورا نہ کوئی مدعا نکلے

ڈبویا کشتئ امید کو گرداب فرقت مین — خدا رکھتا ہون تم کیسے ہمارے ناخدا نکلے

نہ ہم کو دیر سے مطلب نہ کعبہ کی ضرورت ہے — جدھر سے بوئے یار آئی وہین آخر کو جا نکلے

غلام پنجتن ہو کر پریشان اے حسن کیون ہے
شہید کربلا شاید مدد کو تیری آ نکلے

چھپے ہین سیکڑون رشک قمر زمین کے تلے — سمائے جاتے ہین کیا کیا بشر زمین کے تلے

یہان سے جاتا ہے جو لوٹ کر نہین آتا — کوئی حسین تو ہے جلوہ گر زمین کے تلے

نہین یہ پیک اجل ہے سفیر ملک عدم — جو لیکے جاتا ہے لاکھون بشر زمین کے تلے

کرون نہ موت پہ کیون اپنی زندگی کو نثار — ملینگے قبر مین خیر البشر زمین کے تلے

کسیکو ظالم اجل نے کبھی نہین دیتا — فلک کی رہتی ہے ہر دم نظر زمین کے تلے

بجز کفن کے ملیگا نہ منعمو کچھ بھی — چھپا کے رکھتے ہو کیون سیم و زر زمین کے تلے

یہ مال و دولت و جاہ و حشم یہین تک ہے — خبر نہین کہ ہو کیونکر گزر زمین کے تلے

گنہگار ہون شاہا نظر راہ لطف و کرم — حسن سے آپ نہون بیخبر زمین کے تلے

پس فنا بھی اثر تیرا رہا ترا شیدا — رہا نہ قبر مین بھی بے خطر زمین کے تلے

کسی مقام پہ بھی نہ پوچھا کہ ہے یہ کس کا مزار — ہزارون خاک ہوئے نامور زمین کے تلے

خدا کیواسطے کچھ فکر زادِ راہ کرلے
حسن ضرور ہے اکدن سفر زمین کے تلے

خدیو حسن کا جسدم ظہور ہوتا ہے
فضائے دیدۂ عاشق مین نور ہوتا ہے

عجیب ساغرِ حسنِ صنم ہے بہجت خیز
نشاط طبع کو دل کو سرور ہوتا ہے

کوئی مرے کہ جئے کب خیال کرتے ہین
پری جمالونکو کیسا غرور ہوتا ہے

جنونِ عشق وہ آفت ہی وہ قیامت ہے
عقیلِ دہر بھی یان بے شعور ہوتا ہے

عدو پہ ہوتا ہے کیون امتحانِ تیغِ ادا
قریب جو تہا وہی آج دور ہوتا ہے

الٰہی آج وہ آتے ہین بام پر سرِ شام
کہ مہرِ حسن کا شب مین ظہور ہوتا ہے

حیاسے کام نہ لو اسقدر شبِ وصلت
خطا معاف ہو اب کچھ قصور ہوتا ہے

عبث نہین ہین یہ شکوی شکایتین پیارے
جو دلمین ہوتا ہے اوسکا ظہور ہوتا ہے

یہ چاردن کا اُجالا ہے پھر وہی اندھیر
تو انکو حسن پہ ناحق غرور ہوتا ہے

حسن کو بھول نجانا بروزِ حشر علیؓ
خیال بندے کا مولا ضرور ہوتا ہے

پڑے ہین غفلتِ دنیا مین یہ نہین معلوم
کہ بحرِ ہستی سے کس دم عبور ہوتا ہے

ٹھکانا دونون جہان مین نہ تہا حسن لیکن
شفیع اپنا حبیبِ غفور ہوتا ہے

کوئی تڑپا کرے بے چین ہو پروا کیا ہے
مر بھی جائے جو کوئی اونکا بگڑتا کیا ہے

روتے روتے شبِ فرقت مین زمانہ گذرا
میرے اشکون کے مقابل ہو یہ دریا کیا ہے

کیون ہے تعجب تمھین بیرحمی پہ تیرے اے شوخ
کبھی اتنا بھی نہ پوچھا کہ تمنا کیا ہے

جب کہا مین نے کہ فرقت کا تو سن لیجئے حال
مسکرا کر یہ لگے کہنے کہ اچھا کیا ہے

کچھ نہ بولو ذرا منہ سے اولٹ کرکے نقاب
وصل کی رات ہے ایجان یہ پردا کیا ہے

رات باقی ہے ابھی جانیکی جلدی کیسی
صبح ہونے دو مری جان تقاضا کیا ہے

آپ جاتے ہین چلے جائیے اللہ حافظ
چھپکے جانے سے دبے پانو نتیجا کیا ہے

جب لیا نام علی ہوگئی مشکل آسان
آسمان لاکھ ستایا کرے ہوتا کیا ہے

راتدن اپنی اسی فکر مین کٹتی ہے حسن
یان تو آفت مین کٹی وان کا نتیجہ کیا ہے

ترے لب پر جو مسّی کی دھڑی ہے
تو سوسن شرم سے چھپکے کھڑی ہے

یہ بیدم ہے وہ بسمل ہے یہ مردہ
ترے کوچہ مین کیسی ترپڑی ہے

لبون پر دم ہے اور ٹھنڈے ہین اعضا
زبان ہے بند اجل سر پر کھڑی ہے

جفاجو تند خو سفاک ظالم
کہان جاکر مری قسمت لڑی ہے

ترے کشتہ کی یہ حالت ہے ابتر
کہین تن ہے کہین گردن پڑی ہے

نہ سنبھلے تھے ابھی کاکل کے سم سے
کرے گی چوٹ ناگن بن کے کس پر
ہمیں بس تھے ترے زہریلے کاکل
یہ کاکل کیوں کھڑے ہیں پھن اٹھائے
کہا سنکر شہادت نے مبارک
اوہنیں ہٹ ہے کہ ہم ہرگز نہ آئیں

قطعہ

یہ چوٹی کیلئے پیچھے پڑی ہے
یہ چوٹی کیلئے پیچھے پڑی ہے
یہ چوٹی کیلئے پیچھے پڑی ہے
یہ چوٹی کیلئے پیچھے پڑی ہے
اجل پیچھے قضا سر پر کھڑی ہے
کشش لے آنے پر اونکے اڑی ہے

حسن بیتاب کیوں ہوتے ہو سنبھلو
ستم جھیلو یہ قسمت کی اڑی ہے

حسنِ کلام جلوۂ حمد و ثنا سے ہے
ہووے جو فیض بخشئے اوستاد کچھ نصیب
بندش ہو صاف چست مضامین ہوں دلپسند
یارب رہے نگاہِ فلک اس سے دور دور
کچھ تو خبر لے پھر خدا غیرتِ مسیح
مجبور آپ شیوۂ جور و جفا سے ہیں
کیا چارہ وا اثر گونئے قسمت کا ای حسن

تحسینِ شعر مدحتِ خیر الورا سے ہے
پھر تو امید مجکو یہ طبع رسا سے ہے
یہ فیض ٹپکے جودت و فہم و ذکا سے ہے
شوخی کا میل جو ل ادا و حیا سے ہے
تیرے مریض عشق کا جھگڑا قضا سے ہے
مشکور بندہ صبرِ دلِ مبتلا سے ہے
کیسا اثر اثر کو تخالف دعا سے ہے

مرے دل سے تری فرقت کا کیونکر یہ الم نکلے
تو سر کاٹے تو دم نکلے جو دم نکلے تو غم نکلے

کوئی دم فکر سے خالی نہ پایا ہم نے دل اپنا
سنبھالون کب تلک اسکو نہ یہ نکلے نہ دم نکلے

تمہاری فرقتِ دوری وطعنِ خلق سے پیارے
زبان پر ہے یہی جاری خدایا جلد دم نکلے

تو نسے تھی توقع یہ کہ رکھین گے عنایت وہ
مگر یہ سنگدل نا آشنا کانِ ستم نکلے

مین کیا کوسون اس الفت کو برا ہو اس محبت کا
پڑا اوس شوخ سے پالا قضا کا جس سے دم نکلے

گلہ قسمت سے ہے اپنی شکایت کیا تری اسمین
ترے کوچے سے جب اُٹھے تو لیکر چشمِ نم نکلے

مری جانِ حزین نے یہ کہا دل سے دمِ رخصت
مبارک تجکو گھر تیرا خدا حافظ لے ہم نکلے

کوئی نکلا نہ حامی اپنا دُنیا مین مگر ہمدم
وہی ختم الرسل نکلے شفیعِ محترم نکلے

فقیری مین بھی اپنی سُترِ شانِ امارت ہے
گدائی کو جو ہم نکلے تو لیکر جامِ جم نکلے

حسن کی آرزو پوری ہو لے اللہ مرتے دم
پڑھے کلمہ محمدؐ کا اسی کلمہ یہ دم نکلے

ختم کر اب اے حسن تو یہ کتاب
ہو دعائین تیرے دلکی مُستجاب

ہر کہ خواند دُعا طمع دارم
زانکہ من بندۂ گنہگارم

نوشتہ بماند برابر سپید
نویسندہ را نیست فردا اُمید

## تقریظ از جناب مولانا محمد حبیب الرحمن صاحب تخلص بیدل
## شاگرد غالب دہلوی ۔ اُستادِ مصنف

الحمد لولیہ والصلوٰۃ علی نبیہ ۔ بندہ ہیچمدان محمد حبیب الرحمن بیدل تلمیذ حضرتِ غالبِ مرحوم بخدمت اربابِ سخن عرض رسا ہے کہ مین نے سید احمد حسن صاحب خوشنویس کا دیوان دیکھا اس دیوان مین غزلیات عاشقانہ اور پُر مذاق ہین ۔ جو صاحب دیوان مذکور دیکھین گے وہ مصنف کے مضامینِ عشقیہ اور مطالب توحیدیہ اور خیالاتِ تصوفانہ سے نہایت خوش ہونگے اب مین اپنی اس تقریظ کو دعا اور ایک قطعہ تاریخ سنہ عیسوی پر ختم کرتا ہون ۔ خدا تعالی اس دیوان کو قبولیت کی آبیاری سے سر سبز شاداب کرے ۔ آمین ثم آمین ۔

## قطعہ تاریخ از بیدل

سید احمد حسن ۔ حسن نے جب ۔۔۔ جمع اپنا کیا تمام سخن
لکھی تاریخ طبع بیدل نے ۔۔۔ ہو سدا طلعتِ چراغ حسن
۷ ع ۱۹

## باب المخمس

یہ عجیب تضمین فارسی کہ مولانا شہیدی بریلوی نے حضرت سعدی شیرازی کے عربی شعر کو حالت معراج مین گرہ بند کیا قابل دید ہے

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ ۔۔۔ حسنت جمیع خصالہ صلو علیہ وآلہ

۱ ز سپهر چنان گذر که ز شیشه میگذرد نظر
نه بجان سرے نه ز دل خبر نه ملک رسیدهٔ و نے بشر
بلغ العلی بکماله کشف الدجی بجماله

نه بپا ز رفتن ره اثر نه بروح غم نه بجان ضرر
تو عروج پایهٔ او نگر که بکجا رسیده به یک نظر
حسنت جمیع خصاله صلوٰ علیه و آله

۲ ز بهار حسن رخ نکو چمنے شده همه کو بکو
چو بسر آمده آرزو به خضر بگفت خدائے او
بلغ العلی بکماله کشف الدجی بجماله

نه اشارتے و نه گفتگو نه سراغ راه و نه جستجو
که ز سلسبیل بکن وضو برسان نوید به چار سو
حسنت جمیع خصاله صلوٰ علیه و آله

۳ چو نوید مقدم شاه دین برسید بر فلک برین
ملک و بشر فلک و زمین همه شادمان و طرب گزین
بلغ العلی بکماله کشف الدجی بجماله

پے سجدهٔ قدم مبین مه و مهر شد همه تن جبین
لب جبرئیل بذکر این که جناب سید مرسلین
حسنت جمیع خصاله صلوٰ علیه و آله

۴ بشگفت غنچهٔ چمن چمن چو شنید نکهت پیرهن
بزبان نمیرسد از دهن مگر این سخن مگر این سخن
بلغ العلی بکماله کشف الدجی بجماله

شده زرد شمع در انجمن چو بدید روئے شه زمن
که ز پردهٔ فلک کهن رسد این ترانه بگوش من
حسنت جمیع خصاله صلو علیه و آله

۵ چو فتاده غلغله بر سما که قریب آمده مصطفی
چه ملک چه حور چه انبیا همه تن زبان ز پئے دعا
بلغ العلی بکماله کشف الدجی بجماله

خضر و مسیح برهنه پا بدویده پیش که مرحبا
لب هر فرشته جدا جدا به همین ترانه شده آشنا
حسنت جمیع خصاله صلو علیه و آله

دل و جان من بہ فدائے تو سر و دیدہ وقفِ ہوائے تو — چہ کسیکہ بہرِ لقائے تو شدہ اشتیاقِ خدائے تو
ز سپہر تا بہ سرائے تو ہمہ نور شد بہ ضیائے تو — چو بہ لامکان شدہ جائے تو دلِ عرش گفت ثنائے تو
بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ — حسنت جمیع خصالہ صلو علیہ وآلہ

چو رسید خواجہ در آن مکان ہمہ راز گشت برو عیان — چہ عیان کہ گشت برو عیان چہ نہان کہ بود ہمہ عیان
پسِ پردہ خالقِ انس و جان بہ سرورِ وصلِ شہ شہان — ز برائے زمزمۂ بیان بہ ملک اشارہ کند کہ خوان
بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ — حسنت جمیع خصالہ صلو علیہ وآلہ

شبِ وصل برقعۂ دلکشا چو کشادہ از رخِ جانفزا — ز خودی گذشتہ و خویش را بخودش ندید بجز خدا
نظر و نظارۂ دلربا دلِ ہمکنار رسے مدعا — چو نصیب گشت درین لقا ز فلک بلند شد این صدا
بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ — حسنت جمیع خصالہ صلو علیہ وآلہ

## صلی اللہ تعالیٰ علیک یا رسول اللہ

### ـ رباعی حضرتِ بیدل ـ

دولت نے کہا مایۂ عزت مین ہون — بولا یہ ہنر کلیدِ دولت مین ہون
تب علم نے ہنسکر کہا توبہ توبہ — جاہل ہو کہ جانِ قابلیت مین ہون

دیگر قدیم

کچھ فکرِ مآلِ ہیہات نہین — اندیشۂ مابقی ومافات نہین
کیا صبح مسافرِ زیست کٹی جاتی ہے — مقراضِ حیات مین یہ دن رات نہین

ـ تمام شد ـ